عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۰ | ۱۸ تا ۲۴؍ جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷؍ فروری ۲۰۲۱ء | شمارہ: ۵

ختم نبوت کاز

ہماری ذمہ داری

تحریک تحفظ مساجد و مدارس

حضرت زید بن خطابؓ

ناموس رسالت پر قربان ہو گئے

ابدی زندگی

اور اس کی حقیقت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

آپ کے مسائل

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

نماز، روزوں کی قضا

س:...... کسی کو یاد نہ ہو کہ وہ کب بالغ ہوا تھا اور اس کے ذمہ کئی سال کے روزے اور نمازیں قضا ہوں تو وہ کس عمر سے حساب کر کے نماز روزے کی قضا کرے؟

ج:...... لڑکے اور لڑکی کے بالغ ہونے کی علامت یہ ہے کہ لڑکے کو احتلام ہوجائے اور لڑکی کو حیض آنے لگے۔ اگر پندرہ سال کی عمر (چاند کے حساب سے) پوری ہونے سے پہلے ہی یہ علامات ظاہر ہوجائیں تو یہ بالغ شمار ہوں گے اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو جیسے ہی پندرہ سال کی عمر پوری ہو، ان کو بالغ شمار کیا جائے گا اور ان پر نماز، روزہ وغیرہ اور شریعت کے دیگر احکام لازم ہوجائیں گے۔ اگر کسی نے بالغ ہونے کے بعد بھی نماز، روزے میں کوتاہی کی اب وہ توبہ کر کے نماز، روزہ کی قضا کرنا چاہتا ہے اور اسے یہ یاد نہیں کہ وہ کب بالغ ہوا تھا تو ایسی صورت میں لڑکے کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ چاند کے حساب سے اپنی عمر بارہ سال مکمل ہونے سے نماز، روزہ کی قضا شروع کرے، کیونکہ بارہ سال کا لڑکا بالغ ہوسکتا ہے اور لڑکی کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ نو سال پورے ہونے سے نماز، روزہ کی قضا شروع کرے، کیونکہ نو سال کی لڑکی بالغ ہوسکتی ہے۔

نماز میں خیالات و وساوس کا آنا

س:...... نماز میں مختلف خیالات آتے ہیں اور نماز میں دھیان نہیں رہتا، اس سے کیسے بچا جائے کوئی حل بتائیں؟

ج:...... نماز میں خیالات اور وساوس کا ازخود آنا غیر اختیاری ہے، اس پر ان شاء اللہ! کوئی مواخذہ نہیں، ہاں خود سے خیالات کا لانا اختیاری ہے اس سے بچنے کا اہتمام کریں۔ بہر حال اگر خیالات ازخود آئیں تو ان کی پروا نہ کریں بلکہ ان کو جھٹکنے کی کوشش کریں اور نماز میں جو کچھ پڑھا جارہا ہے، اس کی طرف دھیان رکھیں۔ اگر خیال بھٹک جائے تو پھر متوجہ ہوجائیں اس تدبیر پر عمل کرنے سے نماز کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور محنت کا ثواب بھی ملے گا اور خیالات سے چھٹکارا پانا بھی آسان ہوجائے گا۔

شوہر کی اجازت کے بغیر والدہ کی عیادت کے لئے جانا

س:...... اگر کسی عورت کا شوہر ملک سے باہر ہو اور ان سے اجازت طلبی کی کوئی ممکن صورت نہ ہو اور دوسری طرف عورت کی والدہ انتہائی شدید بیمار ہو تو آیا اس صورت میں یہ عورت اپنی والدہ کی عیادت (تیمارداری) وغیرہ کے لئے جاسکتی ہے یا نہیں؟

ج:...... بصورتِ مسؤلہ بہتر تو یہی ہے کہ عورت کسی طرح کوشش کر کے شوہر سے اجازت لے کر والدہ کی عیادت اور تیمارداری کے لئے جایا کرے، لیکن اگر شوہر سے رابطہ کی کوئی معقول صورت نہ ہو، جیسا کہ سوال میں درج ہے تو اس صورت میں بلا اجازت بھی عورت اپنی والدہ کی عیادت اور تیمارداری کے لئے جاسکتی ہے:

(ولا یمنعها من الخروج الی الوالدین) فی کل جمعة وان لم یقدرا علی ایتانها علی ما اختاره فی الاختیار، ولو ابوها زمناً مثلاً فاحتاجها، فعلیها تعاهده ولو کافراً وان ابی الزوج.

(درمختار، ج:۳، ص:۶۰۲/۳ کتاب الطلاق باب النفقہ طبع ایچ ایم سعید)

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۰ — ۱۸ تا ۲۴؍ جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷؍ فروری ۲۰۲۱ء — شمارہ: ۵

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

تحریک تحفظ مساجد و مدارس!	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
حضرت زید رضی اللہ عنہ بن خطاب	۸	انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی
مجالسِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام	۱۰	علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ
ختم نبوت کا ز اور ہماری ذمہ داری	۱۳	مفتی محمد ثناء الرحمٰن
ابدی زندگی اور اس کی حقیقت	۱۵	ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی
ظہورِ مہدی علیہ الرضوان......(۲)	۱۷	حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ
....مرزا قادیانی کی ہرزہ سرائی (۲)	۱۹	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
پیکرِ علم و عمل... مولانا فضل ربی ندویؒ	۲۳	مولانا مفتی خالد محمود
عزیزی قاری محمد ابوبکر صدیق کی رحلت	۲۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰؍ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ　　محمد اعجاز مصطفیٰ

تحریک تحفظ مساجد و مدارس!

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

برصغیر میں مسلمانوں نے تقریباً آٹھ سو سال حکومت کی، عوام وخواص اور راعی ورعایا سب ایک ہی نصابِ تعلیم سے فیض یاب ہوتے تھے۔ انگریزنے برصغیر میں تسلُّط کے بعد جہاں مسلمانوں کے نصابِ تعلیم سے قرآن وسنت، اسلامی فقہ اور اسلامی تاریخ کو نکالا، وہاں ذریعہ تعلیم عربی، فارسی اور اردو کے بجائے انگریزی کو بنایا، تاکہ مسلمانوں کی اگلی نسلیں جہاں اپنی تاریخ اور سرمایۂ علم سے نابلد اور ناآشنا ہو، وہاں مستقبل میں اسلامی تہذیب اور اسلامی اقدار کا نمونہ بننے کے بجائے مغربی تہذیب اور مغربی اقدار سے ہم آہنگ ہو، اسی لیے انہوں نے پرائمری اسکول سے کالج اور یونیورسٹی تک اپنا نصاب تعلیم اور اپنا نظامِ تعلیم رائج کیا۔

آج اسی کا اثر ہے کہ مسلمان نسل کی اکثریت ان اداروں میں اسلامی اقدار اور اسلامی تہذیب کی ترجمان اور نمائندہ ہونے کی بجائے انگریزی تہذیب اور انگریزی ثقافت کی ترجمانی اور نمائندگی کرتی نظر آتی ہے۔ کسی مضمون میں علامہ اقبالؒ کا یہ جملہ پڑھا تھا اور انہوں نے صحیح کہا تھا کہ: ’’تعلیم کے بدلنے سے تہذیب بدل جاتی ہے اور تہذیب کے بدلنے سے مذہب بدل جاتا ہے۔‘‘ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ مسلم نوجوان جوان کے نصاب اور نظامِ تعلیم سے مستفید ہوئے، ان کی تہذیب بدل جانے کے ساتھ ساتھ ان کے دل میں قرآن وسنت، اسلامی اقدار اور اسلامی تہذیب کے بارہ میں کئی شکوک وشبہات پیدا ہوکر کئی طرح کے وساوس وشبہات جنم لے رہے ہیں۔

انہی حالاتِ بد اور برے اثرات کو بہت پہلے ہمارے اسلاف نے دوراندیشی اور تدبر وفکر کی دوربین سے دیکھتے ہوئے امت مسلمہ کے نونہالوں کے لیے دینی مدارس قائم کرنے اور اپنا نصابِ تعلیم اور نظامِ تعلیم رائج کرنے کا منصوبہ اور پروگرام وضع کیا اور ان مدارس وجامعات کو قائم اور باقی رکھنے کے لیے ایسے بنیادی اصول اور قواعد وضع کیے کہ بڑے بڑے باشعور اور دانشور حضرات ان اصولوں کو دیکھ اور پڑھ کر انگشت بدنداں اور دنگ رہ جاتے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مدرسہ میں جب تک ذرائع آمدن یقینی نہ ہوں گے اس وقت تک مدرسہ بشرط توجہ الی اللہ خوب سے خوب چلے گا اور اگر آمدن کا کوئی یقینی راستہ متعین ہوگیا تو کچھ ایسا نظر آتا ہے کہ خوف ورجاء کا یہ سرمایہ جو رجوع الی اللہ کا سبب ہے بنیاد سے جاتا رہے گا اور اللہ کا غیبی نظام جو امداد کے لیے شامل حال ہوتا ہے، ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ اسی طرح مدارس میں گورنمنٹ اور امراء کی شرکت بہت مضر معلوم ہوتی ہے۔

انہی مدارس سے جن کی بنیاد محض توکل علی اللہ اور اللہ تعالیٰ کے غیبی اسباب پر رکھی گئی تھی سے فیض یاب ہونے والوں نے تین سپر پاور ممالک ا:-برطانیہ (جن کی قلم رو میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا اور آج سمٹ کر ایک جزیرہ تک محدود ہوگیا ہے) ۲:-سوویت یونین اور ۳:-امریکہ جسے طالبان نے افغانستان میں شکست فاش دی اور آج وہ یہاں سے نکلنے کے لیے طالبان سے مذاکرات کرنے پر مجبور وبے بس نظر آتا ہے۔

الحمدللہ! پاکستان بننے کے بعد عوام کے دین وایمان کے تحفظ اور ان کی آب یاری کے لیے علمائے کرام اور بزرگانِ دین نے دینی مدارس کا جال پھیلایا، جنہوں نے اپنے تاسیسی مقاصد کو کماحقہ پورا کیا، لیکن ہماری حکومتوں کی شاہ خرچیوں، ان کی عیاشیوں اور غلط پالیسیوں کی بنا پر ہمارا ملک اقتصادی اور معاشی طور پر کمزور ہوتا گیا، جس کی بنا پر حکومتوں کا بیرونی قرضوں اور امداد پر انحصار بڑھتا گیا اور امداد دینے والے اداروں اور قوتوں کی شرائط

اور مطالبات کی فہرست شیطان کی آنت کی طرح طویل سے طویل اور لمبی ہوتی گئی، انہوں نے اور شرائط اور مطالبات کے علاوہ ان دینی مدارس، مساجد اور جامعات کو کنٹرول کرنے کی شرطیں بھی لگانا شروع کردیں، جس کے نتیجہ میں ہماری حکومتوں نے کبھی مدارس کی امداد کے نام پر، کبھی ان کی سندات کو دنیاوی تعلیم کے مساوی قرار دینے کے نام پر، کبھی ان مدارس سے فارغ التحصیل طلبہ کو نوکری دینے کے نام پر، کبھی ان مدارس کے نصاب کی تبدیلی کی قید، کبھی ان مدارس کے مقابل ماڈل دینی مدارس کا جھانسہ اور لالچ دے کر ان مدارس کو نیچا دکھانے اور ان کی افادیت ختم کرنے کے لیے ان مدارس پر طرح طرح کی قدغنیں لگائی گئیں، نوبت بایں جارسید کہ اب موجودہ گورنمنٹ نے ایف اے ٹی ایف کے کہنے پر کئی بل پاس کیے، اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ان بلوں کے شروع میں لکھا گیا ہے کہ یہ بل ایف اے ٹی ایف کے کہنے پر ہم قومی اسمبلی سے پاس کرا رہے ہیں، اور غالباً یہ پاکستانی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر ہم یہ بل پاس نہیں کریں گے تو ہمیں بلیک لسٹ کر دیا جائے گا، حالانکہ پاکستان پہلے بھی بلیک لسٹ ہوا تھا، لیکن گزشتہ حکومتوں نے اپنی کارکردگی سے اس کو بلیک لسٹ سے نکالا تھا، لیکن اس حکومت نے آنکھیں بند کر کے اپنے دین وایمان کے منابع اور چشموں کو شعوری یا لاشعوری طور پر بند کرنے کا سامان کرلیا۔

وقف املاک سے متعلق اس قانون کے پیچھے قوتِ محرکہ کیا ہے؟ ایف اے ٹی ایف نامی فورس کی تشکیل گروپ آف سیون نامی تنظیم کی تحریک پر ۱۹۸۹ء میں ہوئی۔ یہ سات ممالک امریکا، برطانیہ، فرانس، جرمنی، اٹلی، کینیڈا اور جاپان ہیں۔ ان میں تین ممالک پہلے ہی اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے مستقل رکن ہیں اور اس حیثیت میں ویٹو کا اختیار بھی رکھتے ہیں اور عالمی سطح پر فیصلہ سازی کی پوزیشن میں ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ''دہشت گردی کو مالیات کی فراہمی'' کے امور کو انہوں نے اقوام متحدہ سے بالا بالا ایک اور تنظیم کے زیر سایہ کنٹرول کرنے کی کوشش کی؟ اس ٹاسک فورس کی حیثیت کیا ہے؟ اس کا طریقِ کار کیا ہے؟ اس پر غور کریں تو دہشت گردی، منی لانڈرنگ اور اوقاف کے تعلق کے بارے میں پورا نظریہ سامنے آجاتا ہے۔ جب تک اس تناظر کو ذہن میں نہ رکھیں، صرف اس قانون پر بحث سے پوری تصویر واضح نہیں ہوگی۔

اس قانون میں بہت سی دفعات شریعت سے متصادم ہیں، بہت سی دفعات دستور میں مذکور بنیادی انسانی حقوق سے متصادم ہیں اور کئی دفعات عدلیہ کی آزادی کے خلاف اور متوازی نظامِ انصاف قائم کرنے کے مترادف ہیں۔ یہ قانون انتہائی حد تک ظالمانہ ہے، جس کی بھرپور مخالفت ضروری ہے۔

وقف املاک بل کی شقوں کے مطابق ۱:- وفاقی علاقوں میں مساجد ومدارس اور امام بارگاہوں کے لیے وقف زمین چیف کمشنر کے پاس رجسٹرڈ ہوگی اور اس کا انتظام وانصرام حکومتی نگرانی میں چلے گا۔

۲:- وقف املاک کی تعمیرات کی منی ٹریل آمدن واخراجات اور آڈٹ کا اختیار حکومت کو حاصل ہوگا۔

۳:- تمام مساجد ومدارس اور امام بارگاہیں وفاق کے کنٹرول میں ہوں گی۔

۴:- وقف عمارتوں کے منتظمین منی لانڈرنگ میں ملوث ہوئے تو حکومت انتظام سنبھال لے گی۔

۵:- قانون کی خلاف ورزی پر ۵ سال قید اور ۲۵ ملین (ڈھائی کروڑ) جرمانہ ہوگا۔

۶:- چیف کمشنر وقف املاک کا منتظم اعلیٰ تعینات کرے گا۔

۷:- منتظم اعلیٰ خطبے، تقریر اور لیکچر کو روک سکے گا۔

۸:- قومی خودمختاری اور وحدت کو نقصان پہنچانے کے معاملے کو روکے گا۔

۹:- خطبے، تقریر کی شکایت پر چھ ماہ قید ہوگی، جو ناقابل ضمانت اور عدالتی مداخلت سے مبرا ہوگی، عدم ثبوت جرم پر بھی ۶ ماہ بعد رہائی مگر حبس بے جا پر سوال نہیں کیا جاسکے گا۔

۱۰:- مساجد ومدارس کی انتظامیہ کے عہدیداروں کی ویری فکیشن اور ٹیکس ریکارڈ چیک ہوگا۔

۱۱:- مساجد و مدارس کو زمین اور فنڈنگ کرنے والا منی ٹریل دے گا۔

۱۲:- اخراجات اور فنڈنگ کرنے والوں کو منی ٹریل نہ دینے پر عمارت حکومت کے قبضے میں آجائے گی۔ وقف کرنے سے پہلے رجسٹریشن کی شرط لگا کر وقف کا دروازہ بند کر دیا گیا، نہ رجسٹریشن کی جائے گی اور نہ کوئی مسجد، مدرسہ یا رفاہی ادارہ بنے گا۔

وقف املاک کا بل جو بظاہر اسلام آباد کی حد تک ہے، لیکن درحقیقت اٹھارہویں ترمیم کی وجہ سے وفاقی حکومت کا دائرہ کار چونکہ اسلام آباد کی حدود تک ہے، اس لیے اسلام آباد کا ذکر کیا گیا، لیکن اصل میں یہ پورے ملک کے لیے ہے، جسے آگے چل کر چاروں صوبائی اسمبلیوں سے بھی پاس کرایا جائے گا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اس قانون کا اطلاق صرف مسلمانوں کے اوقاف اور خیراتی اداروں پر ہوتا ہے، مسیحی یا دیگر غیر مسلموں کے قائم کردہ خیراتی اداروں اور ٹرسٹس پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔

یہ بل خلافِ شریعت، خلافِ دستور اور حقوقِ انسانی کے برخلاف ہونے کی بنا پر اتحادِ تنظیمات مدارس دینیہ نے اسے یکسر مسترد کر دیا اور ۳۱ دسمبر ۲۰۲۰ء کو اسلام آباد میں ایک آل پارٹیز تحریک تحفظ مساجد و مدارس کے تحت مشاورتی اجلاس رکھا، جس میں سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین اور مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے دانشور حضرات اور اکابر علمائے کرام شریک ہوئے، جنہوں نے اس میں مندرجہ ذیل اعلامیہ جاری کیا:

''اسلام آباد (۳۱ دسمبر ۲۰۲۰ء) اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ، سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین نے وقف املاک ایکٹ کو مسترد کرتے ہوئے ملک گیر تحریک چلانے کا اعلان کر دیا، وقف کرنے والے شخص کے لیے سہولتیں پیدا کرنے کے بجائے رجسٹریشن کے نام پر رکاوٹیں کھڑی کر دی گئی ہیں، مدارس و مساجد کو غیر ملکی قوتوں کی ایما پر کسی قسم کی دہشت گردی، منی لانڈرنگ سے جوڑنا اور ان کی کردار کشی کرنا، تاریخی بددیانتی ہی نہیں، بلکہ بدترین اخلاقی جرم ہے۔ پاکستان میں مذہبی پابندیاں قبول نہیں، ایسی کوششوں کی مزاحمت کریں گے، حکمران ریاست کو بالادستی کا نام دے کر دینی مدارس کو تباہ کرنا چاہ رہے ہیں، ان خیالات کا اظہار رہنماؤں نے تحریک تحفظ مساجد و مدارس کے زیر اہتمام ہونے والی آل پارٹیز تحفظ مساجد و مدارس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ کانفرنس سے جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری، جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینیٹر ساجد میر، اتحاد تنظیمات مدارس کے جنرل سیکرٹری مفتی منیب الرحمٰن، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد حنیف جالندھری، جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر لیاقت بلوچ، انصار الامہ کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن خلیل، وفاق المدارس السّلفیہ کے سیکرٹری جنرل علامہ یاسین ظفر، رابطۃ المدارس پاکستان کے سربراہ مولانا عبدالمالک، وفاق المدارس العربیہ کے نائب صدر مولانا انوار الحق، صاحبزادہ مولانا خلیل احمد، ممبر صوبائی اسمبلی مولانا معاویہ اعظم، وفاق المدارس کے رہنماء مولانا امداد اللہ، مولانا زاہد الراشدی، وفاق المدارس کے میڈیا کوآرڈینیٹر مولانا طلحہ رحمانی، ڈاکٹر محمد مشتاق، ڈاکٹر عزیز الرحمٰن، ڈاکٹر حبیب الرحمٰن، پیر سید احسان الحق، تحریک تحفظ مساجد و مدارس کے صدر مولانا ظہور احمد علوی، سرپرست مولانا نذیر فاروقی، تحریک کے سیکرٹری جنرل مفتی اقبال نعیمی و دیگر نے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر مولانا محمد حنیف جالندھری نے متفقہ اعلامیہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ وقف املاک ایکٹ ۲۰۲۰ء جسے انتہائی غیر پارلیمانی اور نامناسب طریقے سے پاس کیا گیا ہے، اس کو تمام شرکا نے متفقہ طور پر مسترد کرتے ہوئے یہ قرار دیا ہے کہ اسلامی تعلیمات کی بنیادوں پر قائم وقف املاک، رفاہی ادارے، دینی مدارس اور مساجد کا آزاد سلسلہ برصغیر میں صدیوں سے جاری ہے، وقف املاک ایکٹ ۲۰۲۰ء دینی تعلیمات سے متصادم ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے وقف کو کسی صورت بھی اس کے مصرف کے علاوہ نہیں برتا جا سکتا، جب کہ موجودہ ایکٹ میں اس کا دروازہ کھول کر وقف کی افادیت کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ موجودہ ایکٹ میں وقف املاک کو بیچنے اور نیلامی کرنے کی گنجائش پیدا کر کے، کرپشن اور قبضہ کے ذریعے ان قومی اداروں کو برباد کرنے کا راستہ ہموار کیا گیا ہے۔ وقف کرنے والے شخص کے لیے سہولتیں پیدا کرنے کے بجائے رجسٹریشن کے نام پر اس کے لیے ایسی ناقابل عبور رکاوٹیں کھڑی کی گئی ہیں، جس کے بعد وقف کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہوگا۔ اسی طرح موجودہ ایکٹ نے آزادی تقریر کے شخصی حق کو بھی سلب کرتے ہوئے آئین میں دیئے گئے انسانی حقوق کی دھجیاں بکھیری ہیں، موجودہ

ایکٹ نے لاکھوں پاکستانی عوام کی امنگوں کا خون کیا ہے، موجودہ ایکٹ صرف وقف کے ڈھانچے کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر کے نہیں رکھ دے گا، بلکہ اس کے نتیجے میں ہماری آنے والی نسلیں بھی دینی اور رفاہی اعتبار سے بری طرح متاثر ہو کر رہ جائیں گی۔ وقف املاک ایکٹ ۲۰۲۰ء کے نام پر کی گئی قانون سازی، وطن عزیز کی سالمیت کو تباہ کر دے گی، چونکہ یہ ایکٹ اسلامی قانون، آئین پاکستان اور بنیادی انسانی حقوق سے متصادم ہے، اس لیے دینی مدارس کے تمام وفاق ہائے تعلیم پر مشتمل اتحادِ تنظیمات مدارس پاکستان بھی اس کو مکمل طور پر مسترد کرنے کا اعلان کرتے ہیں اور دیگر تمام سنجیدہ قومی و ملی حلقے بھی اس پر اپنے کرب اور دکھ کا اظہار کر رہے ہیں۔ تحریکِ تحفظ مساجد و مدارس ان تمام حلقوں کی نمائندگی کرتے ہوئے اس ایکٹ کے خلاف ملک گیر تحریک چلا رہی ہے، یہ تحریک مرحلہ وار ملک بھر میں منظّم کی جائے گی اور وقف کی واپسی تک جدو جہد جاری رہے گی۔'' (شعبہ نشر و اشاعت تحریک تحفظ مساجد و مدارس)

....

''وقف املاک بل ۲۰۲۰ء ایف اے ٹی ایف کے دباؤ پر بنایا گیا۔ پچھلے سال ستمبر میں پارلیمان کے مشترکہ اجلاس میں حکومت ایف اے ٹی ایف سے متعلق قانون سازی میں کامیاب ہوئی تھی۔ اس قانون کے تحت نجی وقف کی زمینوں پر قائم تمام مساجد، امام بارگاہ اور مدارس وفاق کے انتظام میں آجائیں گے۔ سنا ہے کہ اس قانون کی آڑ میں ڈپٹی کمشنر مدارس کے مہتممین اور مساجد کے خطیبوں کو تنگ کر رہے ہیں۔ فجر کی اذان میں لاؤڈ اسپیکروں کی آواز دھیمی رکھنے، جمعہ کو اردو تقریر کے بجائے صرف عربی خطبہ اور مساجد میں دروس قرآن و حدیث کو محدود کرنے پر اصرار کیا جا رہا ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ ایک طرف اسٹیل مل، پی آئی اے اور ریلوے کی نجکاری کی جا رہی ہے، نجی جامعات کا جنگل اُگ رہا ہے، خود گورنمنٹ کے ماتحت چلنے والی اوقاف کی مساجد میں بجلی و گیس اور ان کی مرمت کے اخراجات محکمہ اوقاف دینے سے انکاری ہے، جبکہ یہ تمام اخراجات وہاں کے نمازی اپنی مدد آپ کے تحت پورے کرتے ہیں، اور دوسری طرف حکومت عوام کے چندوں سے چلنے والے مدارس کو اپنی تحویل میں لینا چاہتی ہے۔ مولانا زاہد الراشدی صاحب نے بہت اچھی بات کہی ہے کہ: حکومت کو چاہیے کہ اپنے خرچ پر ''ماڈرن و روشن خیال'' مدارس تعمیر کر لے۔ اگر ان مدارس کا معیار بہتر ہو گا تو وہ مدارس جنہیں نواز شریف کے وزیر اطلاعات، پرویز رشید ''جہالت کی فیکٹریاں'' کہتے ہیں، خود ہی بند ہو جائیں گے۔ پاکستان کا لبرل و سیکولر طبقہ دینی مدارس کو عسکریت پسندی کا ماخذ سمجھتا ہے اور انگریز دور سے ریاست مدرسوں کو سرکاری نظام میں لانے کے جتن کر رہی ہے، لیکن اب تک کی کوششیں ناکام رہی ہیں۔'' دوسری طرف عوام کی غالب اکثریت مدارس کو تحفظِ قرآن اور دینی تعلیم کا ذریعہ سمجھتی ہے۔ خود پرویز مشرف کہتے تھے کہ مدارس دنیا کی سب سے بڑی N.G.O ہے۔ مدارس لاکھوں یتیم و بے سہارا اور غریب بچوں کو مفت تعلیم کے ساتھ کھانا اور رہائش فراہم کرتے ہیں۔ جب کہ حکومتوں کی اپنی کارکردگی یہ ہے کہ ۴ جنوری ۲۰۲۱ء میں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ سندھ میں ۱۶۶ ادارے بغیر سربراہان کے چل رہے ہیں، ۵۶ اہم پوسٹوں پر اضافی چارج کے افسران براجمان، ۸ محکموں میں گریڈ ۲۰ کے سیکرٹریز کی اسامیاں خالی ہیں۔ اسی طرح پرویز مشرف کے دور میں قائم کیے جانے والے ماڈل دینی مدارس کا کوئی پرسانِ حال نہیں، نہ ہی ان کا کوئی ذمہ دار افسر، چیئرمین یا سرپرست موجود ہے۔ کیا حکومت اس بل کے ذریعہ ان مدارس و جامعات کا بھی یہی حشر کرنے جا رہی ہے، ورنہ اس بل کے کیا مقاصد ہیں؟ جب کہ شنید ہے کہ ایف اے ٹی ایف میں سب سے زیادہ سرگرم فرانس کا ملک ہے، اور فرانس جو کچھ اپنے ملک میں اسلام، قرآن، شعائر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کر رہا ہے، وہ دنیا سے مخفی نہیں۔ اگر یہ بات سچ ہے تو کہاں گئی ہماری خودداری و خودمختاری اور کہاں گیا ہمارا اسلامی دستور و قانون۔ انہی وجوہ کی بنا پر اگر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ گورنمنٹ کسی اور کے ایجنڈے کی تکمیل کرنے آئی ہے، تو اس میں کون سی غلط بات ہے۔ کیونکہ حکومت اپنے اور اقدامات کے علاوہ اس بل کے ذریعہ خود اپنے خلاف ثبوت اور شہادت قائم کر رہی ہے۔ خدارا! اس ملک کے آئین و دستور کو داغدار، اس ملک کے اسلامی تشخص کو بدنما اور مسلمانوں کے اعتماد کو متزلزل نہ کریں، ورنہ علمائے کرام اور مسلمان عوام کی جانب سے اس تحریک کے ذریعہ ایسا سخت ردِعمل آئے گا کہ حکومت کے لیے اُسے برداشت کرنا مشکل ہو جائے گا۔ إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت وما توفيقي إلا بالله. وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

حضرت زید رضی اللہ عنہ بن خطاب

ناموس رسالت پر قربان ہوگئے

جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے مقام پر ہولناک لڑائی پیش آئی۔ مؤرخ طبری نے اس لڑائی کی بابت لکھا ہے کہ: ’’مسلمانوں کو اس سے زیادہ سخت معرکہ کبھی پیش نہیں آیا۔

اہلِ سیر کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ کے سوتیلے بڑے بھائی حضرت زیدؓ بن خطاب نے شروع ہی سے فتنۂ ارتداد کو فرو کرنے کے لئے سردھڑ کی بازی لگادی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جب مسیلمہ کذاب کی زبردست جنگی تیاریوں اور ترکتازیوں کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو مسیلمہ سے معرکہ آرا ہونے کا حکم دیا اور ان کی کمک کے لئے تازہ دم فوج روانہ کی۔ اس فوج میں انصار کے سردار حضرت ثابتؓ بن قیس اور مہاجرین کے امیر حضرت زیدؓ بن خطاب تھے۔ یمامہ کے قریب عقرباء کے مقام پر مسلمانوں اور مسیلمہ کے لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔

مسیلمہ کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار تھی جب کہ مسلمانوں کی کُل تعداد مل ملا کر دس ہزار کے قریب تھی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اس موقع پر اسلامی لشکر کے علمبردار حضرت زیدؓ بن خطاب تھے۔ جب دونوں جانب جنگ کی صفیں آراستہ ہوئیں تو سب سے پہلے مسیلمہ کی جانب سے نہار الرجال بن عفوہ میدان میں نکلا اور اس نے مسلمانوں کو للکار کر دعوت مبارزت دی۔ یہ ایک نہایت شریر النفس شخص تھا۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ وہ عہد رسالت میں یمامہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلا گیا تھا اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ سے قرآن حکیم اور مسائل دین کی تعلیم حاصل کی تھی۔ جب ضروری تعلیم حاصل کر چکا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اہل یمامہ کی تعلیم پر مامور فرمایا۔ یہ بدبخت یمامہ پہنچ کر مسیلمہ کذاب سے مل گیا اور نہایت بے حیائی سے مسیلمہ کے جھوٹے دعوے کی ان الفاظ میں شہادت دی کہ میں نے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مسیلمہ میری نبوت میں شریک ہے۔ چونکہ نہار الرجال، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہ چکا تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہی معلم اور مبلغ بن کر آیا تھا، اس لئے ہزاروں لوگ اس کی باتوں سے گمراہ ہوگئے اور انہوں نے مسیلمہ کا دعویٰ تسلیم کرلیا۔

اب وہ میدان میں نکل کر مسلمانوں سے مبارزت طلب ہوا تو حضرت زیدؓ بن خطاب جوش غضب سے بے قرار ہوگئے اور تیر کی طرح اس پر جھپٹے۔ نہار الرجال ایک آزمودہ کار جنگجو تھا، اس نے نہایت ہوشیاری سے حضرت زیدؓ کا مقابلہ کیا، لیکن ان کے جوش ایمانی کے سامنے اس کی کچھ پیش نہ چلی اور وہ حضرت زیدؓ کے ہاتھ سے بری طرح مارا گیا۔ اس کے بعد عام لڑائی شروع ہوگئی۔ مسیلمہ کذاب کے قبیلہ بنو حنیفہ نے اس زور کا حملہ کیا کہ مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے، لیکن اسلامی لشکر کے سرداروں نے مرتدین کے ریلے کو روکنے کے لئے سردھڑ کی بازی لگادی۔ انصار کے سردار حضرت ثابتؓ بن قیس نے پیچھے ہٹنے والوں کو للکارا اور تلوار چلاتے ہوئے مردانہ وار دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔ ایک مرتد کی ضرب سے ان کا پاؤں کٹ گیا۔ وہی کٹا ہوا پاؤں لے کر اس زور سے مارا کہ اپنے حریف کا کام تمام کر دیا اور خود بھی شہید ہوگئے۔ مسلمان ہٹتے ہٹتے جب اپنے خیموں سے بھی پیچھے ہٹ گئے تو حضرت زیدؓ بن خطاب کی حرارت ایمانی نے ان کو بے تاب کردیا، مسلمانوں سے مخاطب ہو کر للکارے:

’’مسلمانو! خیموں سے ہٹ کر کہاں جاؤ گے۔ خدا کی قسم، آج اس وقت تک کلام نہیں کروں گا، جب تک دشمن کو شکست نہ دے دوں یا خدا کے سامنے حاضر ہو کر اپنی معذرت پیش کردوں۔

اے لوگو! مصیبتیں برداشت کرو، ڈھالیں تھام لو اور دشمن پر ٹوٹ پڑو۔ ہاں ہاں قدم بڑھاؤ، اے گروہ اہل اسلام! تم خدا کی جمعیت ہو اور تمہارے دشمن شیطانی گروہ

ہیں۔ عزت خدا، اس کے رسول اور ان کی جماعت کے لئے ہے۔ میری مثال کی پیروی کرو، جو میں کرتا ہوں وہی تم بھی کرو۔‘‘

اس کے بعد یہ کہتے ہوئے کہ: ’’الٰہی! میں اپنے ساتھیوں کی پسپائی پر تیرے حضور معذرت خواہ ہوں۔‘‘

شمشیر بکف، مرتدین پر حملہ کیا اور ان کی صفوں کو درہم برہم کرتے دور تک چلے گئے۔ بالآخر مرتدین نے نرغہ کر کے ان پر تلواروں اور برچھیوں کا مینہ برسا دیا۔ اس طرح بنوعدی کے یہ شیر اور حق کے جانباز سپاہی اپنے محترم نبی کی ناموس پر فدا ہوئے اور جام شہادت پی کر خلد بریں میں پہنچ گئے۔

حضرت زیدؓ کی شہادت کے بعد حضرت سالم مولی ابو حذیفہؓ اور بہت سے دوسرے سرفروشوں نے مرتدین کو روکنے کی کوشش میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت خالدؓ بن ولید نے اپنے لشکر کو نئے انداز سے مرتب کیا اور پھر مرتدین پر اس زور کا حملہ کیا کہ ان کے قدم اکھڑ گئے۔ اسی اثنا میں جھوٹا نبی مسیلمہ بھی حضرت وحشیؓ بن حرب اور حضرت ابن زید انصاریؓ کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ اس سے مرتدین کے حوصلے بالکل پست ہو گئے اور وہ اپنے دس ہزار مقتولین میدان جنگ میں چھوڑ کر تتر بتر ہو گئے۔ جنگ یمامہ میں مسلمانوں کی فتح سے فتنۂ ارتداد کا بڑی حد تک خاتمہ ہو گیا۔

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کو حضرت زیدؓ بن خطاب سے بے پناہ محبت تھی۔ جب حضرت زیدؓ بن خطاب کے شہید ہونے کی خبر ملی تو فرطِ غم سے نڈھال ہو گئے، لیکن جزع فزع کے بجائے زبان سے صرف یہ الفاظ نکلے:

’’زید دو نیکیوں میں مجھ سے بڑھ گئے۔ ایک قبولِ اسلام میں اور دوسرے جامِ شہادت پینے میں۔‘‘

(روزنامہ امت کراچی، ۱۵؍جنوری ۲۰۲۱ء)

مولانا عبدالقادر انجم ڈونگہ بونگہ بہاول نگر

مولانا عبدالقادر انجمؒ نے آج سے تقریباً تریسٹھ سال قبل حضرت مولانا سعید احمدؒ خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے گھر آنکھ کھولی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی، جبکہ دورۂ حدیث شریف جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے کیا اور حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رائے پوریؒ، حضرت مولانا عبداللہ شیخ الحدیث، حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ، حضرت مولانا مختار احمدؒ جیسے اساطین علم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے اور احادیث نبویہ کے فیوض و برکات حاصل کیے۔ آپ کے والد محترم نے قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے مبارک ہاتھوں سے جامعہ رحیمیہ کی ۱۹۵۰ء میں ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر میں بنیاد رکھی۔ مرحوم نے اپنے مدرسہ کا نظم سنبھالا اور اصلاح مخلوق خدا میں مصروف ہو گئے اور اپنے والد محترم کی وفات کے بعد ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ ڈونگہ بونگہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست اور آپ کے فرزند اکبر مولانا سعدالسعید امیر تھے۔ آپ کی سرپرستی میں ختم نبوت کا سلسلہ جاری رہا اور بھرپور رہا۔ بہاولنگر چونکہ سرحدی پٹی پر واقع ہے اور قادیانی ایک منصوبہ کے تحت سرحدی علاقوں میں قدم رکھے ہوئے ہیں، جس سے انڈیا کے لئے جاسوسی کے علاوہ ’’اسمگلنگ‘‘ کی سعادت بھی انہیں حاصل رہتی ہے۔ مولانا عبدالقادر انجمؒ ان کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھتے۔ جہاں کہیں ان کی سرگرمیاں دیکھتے تو اس کے تعاقب میں مصروف ہو جاتے، ہمارے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ کی مکمل سرپرستی فرماتے۔ گردوں کے مریض چلے آ رہے تھے۔ بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں زیر علاج تھے کہ وقت موعود آن پہنچا اور آپ نے ۲؍جنوری ۲۰۲۱ء صبح کی نماز کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کے فرزند ارجمند مولانا سعدالسعید کو ان کا جانشین مقرر کیا گیا اور انہوں نے اپنے والد کی نماز جنازہ پڑھائی، جس میں سینکڑوں سے زائد مسلمانوں نے شرکت کی اور انہیں مدرسہ رحیمیہ میں والد محترم مولانا سعید احمدؒ کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ **اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ وعافہ وبرد مضجعہ، آمین یا اللہ العالمین۔**

حضرت مولانا سیّد عبدالستار شاہ، بنوں

حضرت مولانا سیّد عبدالستار شاہؒ ایک عرصہ مجلس بنوں کے امیر رہے۔ مجلس کے دستور کے مطابق ہر تین سال کے بعد نئے ممبر سازی اور نئے انتخابات ہوتے ہیں۔ آج سے پندرہ بیس سال قبل وہ مجلس بنوں کے امیر تھے۔ بعدازاں کئی مرتبہ ممبر سازی اور جدید انتخابات ہوئے اور مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی امیر بنائے گئے اور دوسری کابینہ کی تشکیل ہوئی، لیکن وہ اپنے نام کے ساتھ امیر لکھتے رہے۔ آج سے تقریباً بیس سال قبل راقم ان کے فرزند مولانا محمد طیب شاہ کی دعوت پر بنوں گیا۔ ان کی مسجد میں غالباً جمعہ کا خطبہ دیا۔ مولانا عبدالستار شاہ نے اس وقت قادیانیوں کا ناطقہ بند کیا جب مجلس کو کوئی جانتا نہ تھا۔ ایک اور بزرگ جماعتی ساتھی مولانا قاری حضرت گل اور شاہ صاحبؒ نے بہادری اور دلیری کے ساتھ ختم نبوت کا علم اٹھائے رکھا۔ واٹس ایپ پر ان کی وفات کی خبر نظر سے گزری، اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں اور ان کے فرزندانِ گرامی کو جماعت کے ساتھ مل کر کام کرنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ ان میں پختونوں والی ہمت وحمیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، جسے ایک مرتبہ حق جانا اس پر ڈٹ گئے۔ چاہے اس کے مقابل کتنے وزنی دلائل کیوں نہ ہوں۔ مولانا سیّد عبدالستار شاہؒ نے دسمبر ۲۰۲۰ء میں اس دارِفانی سے کوچ کیا۔ ان کی نماز مولانا محمد طیب شاہ نے پڑھائی اور انہیں بنوں کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ ان کی حسنات کو قبول اور سیئات کو مبدل بحسنات فرمائیں۔ آمین (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مجالسِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

علامہ سیّد سلیمان ندویؒ

شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار نقیب و چاؤش اور خیل وحشم کا دربار نہ تھا۔ دروازہ پر دربان بھی نہیں ہوتے تھے۔ تاہم نبوت کے جلال سے ہر شخص پیکرِ تصویر نظر آتا تھا۔ احادیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں لوگ بیٹھتے تو یہ معلوم ہوتا کہ ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں، یعنی کوئی شخص ذرا بھی جنبش نہیں کرتا تھا۔ گفتگو کی اجازت میں ترتیب کا لحاظ رہتا تھا، لیکن یہ امتیاز مراتب، نسب ونام یا دولت ومال کی بنا پر نہیں، بلکہ فضل واستحقاق کی بنا پر ہوتا تھا۔ سب سے پہلے اہل حاجت کی طرف متوجہ ہوتے اور ان کی معروضات سن کر ان کی حاجات بر آری فرماتے۔

تمام حاضرین ادب سے سر جھکائے رہتے، خود بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مؤدب ہو کر بیٹھتے۔ جب کچھ فرماتے تو تمام مجلس پر سناٹا چھا جاتا۔ کوئی شخص بولتا تو جب تک چپ نہ ہو جائے، دوسرا شخص بول نہیں سکتا تھا۔ اہل حاجت عرض مدعا میں ادب کی حد سے بڑھ جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمال حلم کے ساتھ برداشت فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی بات کاٹ کر گفتگو نہ فرماتے۔ جو بات ناپسند ہوتی اس سے تغافل فرماتے اور ٹال جاتے۔ کوئی شخص شکریہ ادا کرتا تو اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی اس کا کوئی کام انجام دیا ہے تو شکریہ قبول فرماتے۔ مجلس میں جس قسم کا ذکر چھڑ جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں شامل ہو جاتے۔

ہنسی اور مہذب ظرافت میں بھی شریک ہوتے۔ کبھی کسی قبیلہ کا کوئی معزز شخص آ جاتا تو حسب مرتبہ اس کی تعظیم فرماتے۔ مزاج پُرسی کے ساتھ ہر شخص سے دریافت فرماتے کہ کوئی ضرورت اور حاجت تو نہیں ہے؟ یہ بھی فرماتے کہ جو لوگ اپنے مطالب مجھ تک نہیں پہنچا سکتے، مجھ کو ان کے حالات اور ضروریات کی خبر دو۔ ایران میں معمول تھا کہ جب مجلس میں کوئی معزز شخص آ جاتا تو سب تعظیم کو کھڑے ہو جاتے۔ یہ بھی قاعدہ تھا کہ رؤسا اور امرا جب دربار جماتے تو لوگ سینوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑے رہتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ جس کو یہ پسند آتا ہے کہ لوگ اس کے سامنے تعظیم سے کھڑے رہیں، اس کو اپنی جگہ دوزخ میں ڈھونڈنی چاہیے۔ البتہ جوش محبت میں کسی کسی کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ چناں چہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا جب کبھی آ جاتیں تو اکثر کھڑے ہو جاتے اور فرطِ محبت سے ان کی پیشانی چُومتے۔ (حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے لئے بھی آپ نے اٹھ کر چادر بچھا دی تھی۔ اسی طرح ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی آئے تو ان کے لئے بھی محبت سے کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنے سامنے بٹھایا)۔

آدابِ مجلس:

ان مجالس میں آنے والوں کے لئے کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ عموماً بدو اپنے اسی وحشت نما طریقہ سے آتے اور بے باکانہ سوال وجواب کرتے۔ خلق نبوی کا منظر ان مجالس میں زیادہ حیرت انگیز بن جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر خاتم کی حیثیت سے رونق افروز ہیں۔ صحابہؓ عقیدت کیش غلاموں کی طرح خدمتِ اقدس میں حاضر ہیں۔ ایک شخص آتا ہے اور اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حاشیہ نشینوں میں کوئی ظاہری امتیاز نظر نہیں آتا۔ لوگوں سے پوچھتا ہے: محمد کون ہے؟ صحابہ بتاتے ہیں کہ یہی گورے سے آدمی، جو ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ وہ کہتا ہے: اے ابن عبدالمطلب! میں تم سے نہایت سختی سے سوال کروں گا، خفا نہ ہونا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بخوشی سوال کی اجازت دیتے ہیں۔ بایں ہمہ سادگی وتواضع، یہ مجلس رعب وقار اور آداب نبوت کے اثر سے لبریز ہوتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وتلقینات کا دائرہ اخلاق، مذہب اور تزکیۂ نفوس تک محدود تھا۔ اس کے علاوہ اور باتیں منصب نبوت سے خارج تھیں، لیکن بعض لوگ نہایت معمولی اور خفیف باتیں پوچھتے تھے۔ مثلاً:

یارسول اللہ! میرے باپ کا کیا نام ہے؟ میرا اونٹ کھو گیا ہے، وہ کہاں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے سوالات کو ناپسند فرماتے تھے۔

ایک بار اسی قسم کے لغو سوالات کئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برہم ہو کر فرمایا کہ جو پوچھنا ہے پوچھو، میں سب کا جواب دوں گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ دیکھا تو نہایت الحاح کے ساتھ کہا: رضیت (میں خوش ہوں)۔ کوئی شخص کھڑے کھڑے سوال نہیں کرتا تھا۔ ایک شخص نے اس طرح سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف تعجب سے دیکھا۔ اسی طرح یہ بھی معمول تھا کہ جب ایک مسئلہ طے ہو جاتا تو دوسرا مسئلہ پیش کیا جاتا۔ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو کر رہے ہوتے، کوئی صحرا نشین بدو، جو آداب مجلس سے ناواقف ہوتا، دفعتاً آ جاتا اور عین سلسلہ تقریر میں کوئی بات پوچھ بیٹھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ تقریر قائم رکھتے اور فارغ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہوتے اور جواب دیتے۔

اوقاتِ مجلس:

اس قسم کی مجالس کے لئے جو خاص وقت مقرر تھا، وہ صبح کا تھا۔ نماز فجر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ جاتے اور فیوضِ روحانی کا سرچشمہ جاری ہو جاتا۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر جاتے اور مجلس قائم ہو جاتی۔ چناں چہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ پر جب غزوۂ تبوک کی غیر حاضری کی وجہ سے عتاب نازل ہوا تو وہ ان ہی مجالس میں آ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش نودی، مزاج کا پتا لگاتے۔ چوں کہ افادۂ عام ہوتا تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ کوئی شخص فیض سے مرحوم نہ رہنے پائے۔ اس بنا پر جو لوگ ان مجالس میں آ کر واپس چلے جاتے تو ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ناراض ہوتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ تین شخص آئے۔ ایک صاحب نے حلقہ میں تھوڑی سی جگہ خالی پائی، وہیں بیٹھ گئے۔ دوسرے صاحب کو درمیان میں موقع نہ ملا، اس لئے سب کے پیچھے بیٹھے، لیکن تیسرے صاحب واپس چلے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ان میں سے ایک نے خدا کی طرف پناہ لی، خدا نے بھی اس کو پناہ دی۔ ایک نے حیا کی، خدا بھی اس سے شرمایا۔ ایک نے خدا سے منہ پھیرا، خدا نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔ پند و نصائح کتنے ہی مؤثر طریقے سے بیان کئے جائیں، لیکن ہمیشہ سنتے سنتے آدمی اُکتا جاتا ہے اور نصائح بے اثر ہو جاتے ہیں۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وعظ و نصائح کی مجالس ناغہ دے کر منعقد فرماتے تھے۔

عورتوں کے لئے مخصوص مجالس:

ان مجالس کا فیض زیادہ تر مردوں تک محدود تھا اور عورتوں کو موقع کم ملتا تھا۔ اس بنا پر عورتوں نے درخواست کی کہ ہمارے لئے خاص دن مقرر فرمایا جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درخواست منظور کی اور ان کے وعظ و ارشاد کے لئے ایک خاص دن مقرر ہو گیا۔ اگرچہ مسائل شرعیہ کے متعلق ہر قسم کے سوالات کی اجازت تھی اور خاتونانِ حرم وہ مسائل دریافت کرتی تھیں جو خاص پردہ نشینوں سے تعلق رکھتے تھے۔ تاہم جب کوئی پردہ کا واقعہ مجلس عام میں سوال کی غرض سے پیش کیا جاتا تو فرطِ حیا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار ہوتا۔

طریقۂ ارشاد:

کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود امتحان کے طور پر حاضرین سے کوئی سوال کرتے۔ اس سے لوگوں کی جودتِ فکر اور اصابتِ رائے کا اندازہ ہوتا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: وہ کون سا درخت ہے جس کے پتے جھڑتے ہیں اور جو مسلمانوں سے مشابہت رکھتا ہے؟ لوگوں کا خیال جنگلی درختوں کی طرف گیا، میرے ذہن میں آیا کہ کھجور کا درخت ہوگا، لیکن میں کم سن تھا، اس لئے جرأت نہ کر سکا۔ بالآخر لوگوں نے عرض کی کہ آپ بتائیں۔ ارشاد فرمایا: کھجور۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو تمام عمر حسرت رہی کہ کاش! میں نے جرأت کر کے اپنا خیال ظاہر کر دیا ہوتا۔

ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ صحابہؓ کے دو حلقے قائم تھے۔ ایک قرآن خوانی اور ذکر و دعا میں مشغول تھا اور دوسرے حلقے میں علمی باتیں ہو رہی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں عمل خیر کر رہے ہیں، لیکن خدا نے مجھ کو صرف معلم بنا کر مبعوث کیا ہے۔ یہ کہہ کر علمی حلقے میں بیٹھ گئے۔

مجالس میں شگفتہ مزاجی:

باوجود اس کے کہ ان مجالس میں صرف ہدایت، ارشاد، اخلاق اور تزکیہ نفوس کی باتیں ہوتی تھیں اور صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس طرح بیٹھتے تھے کہ کأن الطیر فوق رؤوسھم (جیسے چڑیاں ان کے سروں پر

بیٹھی ہوں) تاہم یہ مجلسیں شگفتہ مزاجی کے اثر سے خالی نہ تھیں۔ ایک دن آپ علیہ السلام نے ایک مجلس میں بیان فرمایا کہ جنت میں خدا سے ایک شخص نے کھیتی کرنے کی خواہش کی۔ خدا نے کہا: کیا تمہاری خواہش پوری نہیں ہوئی ہے؟ اس نے کہا: ہاں! لیکن میں چاہتا ہوں کہ فوراً بوؤں اور ساتھ ہی تیار ہو جائے۔ چناں چہ، اس نے بیج ڈالے، فوراً دانہ اُگا، بڑھا اور کاٹنے کے قابل ہو گیا۔ ایک بدو بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا: یہ سعادت صرف قریشی یا انصاری کو نصیب ہو گی جو زراعت پیشہ ہیں، لیکن ہم لوگ تو کاشت کار نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔

فیضِ صحبت:

ایک دفعہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کہ ہم جب خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں تو دنیا ہیچ معلوم ہوتی ہے، لیکن جب گھر میں بال بچوں میں بیٹھتے ہیں تو حالت بدل جاتی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک سا حال رہتا تو فرشتے تمہاری زیارت کو آتے۔ ایک دفعہ سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں آئے اور کہا: یارسول اللہ! میں منافق ہو گیا ہوں۔ میں جب خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ، جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو یہ چیزیں آنکھوں کے سامنے آجاتی ہیں، لیکن بال بچوں میں آکر سب بھول جاتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ اگر باہر نکل کر بھی وہی حالت رہتی تو فرشتے تم سے مصافحہ کرتے۔ ☆☆

خادمِ قرآن: الحاج مستقیم احمد پراچہ رحؒ ...... مولانا محمد قاسم

سلف سے منقول ہے کہ ”عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة“ یعنی: ”نیک لوگوں کے ذکر کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔“ انہی نیک لوگوں اور اللہ والوں میں سے ایک شخصیت ہمارے دور میں الحاج بھائی مستقیم احمد پراچہ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً ہیں، جو اگرچہ عمر بھر دنیاوی معاش سے وابستہ رہے، لیکن اہل اللہ کی صحبت اور علمائے کرام سے محبت نے انہیں بھی انہی جیسا بنا دیا تھا۔

أحبّ الصّالحين و لستُ منهم

لعلّ اللّٰه يرزقني صلاحاً

یعنی: ”میں اگرچہ نیکوکاروں میں سے نہیں ہوں، مگر ان سے محبت ضرور کرتا ہوں، اس امید سے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان کی نیکی سے فائدہ پہنچائیں گے۔“

ہمارے محترم ومکرم الحاج بھائی مستقیم احمد پراچہؒ کی زندگی بھر کا وظیفہ یہی رہا، چناں چہ آپ کی شخصیت ”صحبتِ صالح ترا صالح کند“ کا مصداق تھی۔ راقم حروف نے آپ کو پہلی بار اپنے شیخ ومرشد حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلال پوری شہید نوّر اللہ مرقدہٗ کی مجلس میں دیکھا، کیوں کہ آپ، حضرت شہید سے عقیدت ومحبت کے ساتھ اصلاح ورشد کا تعلق بھی رکھتے تھے اور پابندی سے حضرت کی مجلسِ ذکر میں حاضر ہوتے تھے، بلکہ حضرت کی شہادت کے بعد ان کے خلیفہ مجاز وجانشین حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ دامت برکاتہم کی مجلس ذکر میں بھی حاضر ہوتے رہے اور اپنا تعلق برقرار رکھا۔ آپ کی زندگی کا بنیادی واہم ترین وظیفہ قرآن کریم کے ساتھ تعلق رہا، چنانچہ آپ نے قرآن کریم کی تعلیمات عام کرنے کے لئے اپنے محلہ پاکستان چوک کی ڈھنی مسجد میں درسِ قرآن کا سلسلہ شروع کیا اور درس دینے کے لئے جید علمائے دین کو مدعو کرنے لگے، آپ کی دعوت پر مختلف علمائے کرام تشریف لاتے اور عوام ان سے استفادہ کرتے، دیکھتے ہی دیکھتے یہ سلسلہ ایسا مقبول ہوا کہ آپ کی پہچان بن گیا اور یوں آپ خادمِ قرآن کہلائے۔ جامع ترمذی میں حارث اعور، سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں نقل کرتے ہیں: ”......اور نہ بار بار پڑھنے سے قرآن کریم پرانا ہوگا (یعنی کثرتِ تلاوت کے باوجود اس کی تروتازگی اور پڑھنے کی لذت میں کمی نہیں آئے گی، ہر مرتبہ نیا کلام معلوم ہوگا) اور نہ ہی اس کے عجائبات کبھی ختم ہوں گے۔ اور ایک روایت میں ہے: ”اس (قرآن کریم) کا پڑھنے والا کبھی نہ اکتائے گا۔“ جیسے قرآن کریم پڑھنے پڑھانے والے علماء وطلبا قرآن کریم کی ان برکات سے مالا مال ہوتے ہیں، ایسے ہی قرآن کریم کی خدمت، اس کے دروس اور علوم ومعانی کی اشاعت میں تعاون کی صورت میں کرنے والے عوام بھی ان برکات سے حصہ پاتے ہیں اور اپنی آخرت سنوار جاتے ہیں۔ نہ تو وہ اس خدمت سے اکتاتے ہیں اور نہ ہی کبھی جان چھڑاتے ہیں، بلکہ تادمِ حیات خود کو اس کام میں کھپا دینا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ الحاج مستقیم احمد پراچہؒ کا شمار بھی انہی خوش نصیب خادمینِ قرآن میں ہوتا ہے۔ اسی طرح عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قائم جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ آپ کی وابستگی والگاؤ عمر بھر رہا، مبلغین ختم نبوت کے اس عنوان پر خصوصی بیانات کا اہتمام کرتے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مختلف شعبہ جات میں مالی تعاون کرنے وکرانے میں بھی پیش پیش رہتے۔ آپ خود عالم نہ تھے، لیکن اپنی اولاد کو علمِ دین کی دولت سے آراستہ کیا اور اپنے لئے دیگر صدقات جاریہ کے علاوہ حافظ وعالم اور نیک اولاد کی شکل میں بھی اہم صدقہ جاریہ کا سامان کر گئے۔ آپ کے فرزند، ہمارے بھائی، مولوی محمد پراچہ حافظِ قرآن ہیں، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے فاضل ہیں، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ گہری وابستگی رکھتے ہیں، اہل اللہ اور اہل علم کے عقیدت کیش ہیں اور اپنے والد کے لگائے ہوئے گلستاں ”درس قرآن کمیٹی ڈھنی مسجد“ کے باغباں ہیں۔ اب وہ اپنے والد گرامی کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ان کے بارہ میں ایک یادگاری مجلّہ شائع کرنا چاہتے ہیں۔ بلاشبہ ایسی نیک اولاد اپنے والدین کے لئے عظیم صدقہ جاریہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ الحاج مستقیم احمد پراچہؒ کے درجات بلند فرمائیں اور ان کے خلف کو اپنے سلف کا جانشین بنائیں، آمین یارب العالمین بحرمۃ خاتم النبیین۔

ختم نبوت کا زاور ہماری ذمہ داری

مفتی محمد ثناء الرحمٰن

انسان اس دنیا میں نہ اپنی مرضی اور ارادے سے آیا ہے اور نہ اپنی مرضی اور ارادے سے جائے گا، بلکہ دنیا کے اندر بھی انسان کو زندگی گزارنے کے لئے قانون اور شریعت کا پابند کیا گیا ہے، کیونکہ دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو اس کے لئے فائدہ مند ہیں اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو اس کے لئے نقصان دہ ہیں، جن کے نفع اور نقصان کا کما حقہ ہر انسان کو علم نہیں ہوتا، کتنی ہی ایسی خواہشات اور آرزوئیں ہوتی ہیں جو اس کے لئے نقصان دہ ہوتی ہیں مگر وہ ان کو اپنے لئے فائدہ مند سمجھتا ہے، اس لئے اگر انسان کو آزاد چھوڑا جائے (جیسا کہ یورپ وغیرہ میں ہے بھی) تو وہ خود اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی مصیبت، پریشانی اور مشکلات کا باعث بن سکتا ہے۔ چنانچہ اس کے لئے ایک ایسے ہدایت نامہ کی ضرورت تھی جو اس کی صحیح رہنمائی کر سکے اور اس کے ذریعے اس کو صحیح، غلط اور نفع و نقصان کا پتا چل سکے اور اس کے ذریعے وہ صحیح زندگی گزار سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اس انسان کی ہدایت اور صحیح راہنمائی کے لئے دنیا میں جو سب سے پہلا انسان بھیجا اس کو اپنا پیغمبر بنایا تاکہ بعد میں آنے والوں کو یہ شکایت نہ ہو کہ یہ تعلیمات اور رہنمائی ہمیں بہت بعد میں ملیں، اگر یہ رہنمائی ہمیں پہلے مل جاتی تو ہم کبھی گمراہی میں پڑتے ہی نہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا یہ مبارک سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تک مسلسل چلتا رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر ختم ہوگیا، کیونکہ ایک نبی کے بعد دوسرا نبی اس لئے بھیجا جاتا تھا کہ:

ا:... جب احکام شریعت میں کوئی تبدیلی مقصود ہوتی ہے۔

۲:... پہلے نبی پر ایمان رکھنے والوں کی نسلوں میں کوئی ہدایت یافتہ اور ثابت قدمی والا گروہ باقی نہ رہا ہو۔

۳:... لوگوں نے پہلے نبی پر نازل ہونے والی کتاب میں تحریف اور تبدیلیاں کردی ہوں۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز یہ ہے کہ آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم الحمدللہ! آج تک بغیر تحریف اور ایک زبر، زیر کی تبدیلی کے بغیر محفوظ ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ایک بڑا طبقہ آج بھی راہِ ہدایت پر قائم و دائم ہے اور ان شاء اللہ! تا قیامت قائم بھی رہے گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ایسی کامل اور مکمل ہے کہ اس میں کسی حذف و اضافہ اور تبدیلی کی ضرورت ہی نہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں خود ارشاد خداوندی ہے:

''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً...'' (المائدۃ:۳)

چنانچہ ان ہی وجوہات کی بنا پر اجماع امت ہے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی نبوت مکمل اور ختم ہو چکی، آپ کے بعد کسی بھی نبی کی ضرورت نہ رہی اور یہ صرف اجماع امت ہی نہیں بلکہ اس بات کی گواہی قرآن کریم بھی دے رہا ہے کہ ارشاد خداوندی ہے:

''وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ...'' (الاحزاب:۴۰)

آسمانی صحائف اور کتب کا یہ اسلوب رہا ہے کہ ان میں ہمیشہ اگلے آنے والے رسول کے بارے میں عہد لیا جاتا ہے کہ وہ اگلے آنے والے رسول پر ایمان لائیں گے، لیکن پورے قرآن کریم میں ایسا کوئی تذکرہ نہیں، ایسی کوئی آیت نہیں جس میں بعد میں آنے والے کسی نبی کا ذکر صراحتاً بلکہ اشارتاً بھی ہوا ہو۔ ہاں اس کے برخلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا اعلان پوری وضاحت سے ''وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' کہہ کر کیا گیا ہے۔

اسی طرح خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی اس سلسلے میں بہت زیادہ اور بالکل واضح ہیں، مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت

ہو۔'' (ابن ماجہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں فرمایا: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (ترمذی)

مسجد نبوی کے بارہ میں ارشاد فرمایا کہ: انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف جو منسوب مسجدیں تھیں، ان میں آخری مسجد میری یہ مسجد ہے۔ (دیلمی)

قرآن کریم کی تصریحات، نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اجماع امت سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی، آپ پر نازل ہونے والا اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن کریم آخری کتاب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آخری امت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد انبیاء سے منسوب مساجد میں آخری مسجد ہے۔

اللہ رب العزت کا یہ بہت بڑا بلکہ سب سے بڑا انعام ہے کہ اس نے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے بنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان بھی نصیب فرمایا، اس پر جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ چنانچہ اتنے بڑے انعام کا حق یہ ہے کہ خود بھی اپنے ایمان کی حفاظت کی جائے اور اپنے ان بھائیوں کے ایمان کی بھی حفاظت کی فکر کی جائے جنہیں قادیانی اور دوسرے فتنے ان کے ایمان سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے اس بات کی کوشش ہورہی ہے کہ ختم نبوت کا جو اعزاز اور انعام ہمیں ملا ہے، ہم اس کی دل و جان سے حفاظت کریں، کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت ہی نہیں، بلکہ اپنے ایمان کی بھی حفاظت ہے کہ اس کے بغیر ایمان کی تکمیل ہو ہی نہیں سکتی۔

ہم سب کو چاہئے کہ ہم سب اس اہم مشن میں اپنا حصہ ملائیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں، اپنی مساجد میں، اپنے گھروں میں، دفاتر میں، ٹیوشن سینٹروں میں، انسٹیٹیوٹ میں اور اسکولوں میں بیانات کرواکر، کورس کرواکر اور ختم نبوت پر لکھے گئے لٹریچر اور کتب کو تقسیم کرواکر، تاکہ ہمارا ایمان بھی محفوظ ہو اور ہمارے عزیز رشتہ داروں، دوست احباب کا بھی اور ہماری نسلوں کا بھی۔ اللہ پاک ہمارے ایمان اور عقیدے کی حفاظت فرمائے اور ختم نبوت کے کام کے لئے ہم سب کو قبول فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

مرزا قادیانی گالیوں کا پیغمبر

اگر گالی گلوچ بکنے والوں کی انٹرنیشنل کانفرنس منعقد ہو تو چیمپئن کا اعزاز مرزا قادیانی کو نصیب ہوگا، کیونکہ مرزا قادیانی کے زبان وقلم سے علماء کرام تو درکنار حضرات صحابہ کرام (رضوان اللہ عنہم اجمعین) انبیاء کرام (علیہم السلام) بھی نہ بچ سکے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو سب سے زیادہ اس کے عتاب کا سبب بنے۔ عامۃ المسلمین اور علماء کرام سے متعلق گالیوں کے نمونے پیش خدمت ہیں:

۱:... ترجمہ: ''یہ وہ کتابیں ہیں جنہیں ہر مسلمان محبت اور شفقت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے علوم ومعارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے، مگر کنجریوں کی اولاد جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے وہ قبول نہیں کرتے۔'' (آئینہ کمالات اسلام، ص:۵۴۷)

۲:... ترجمہ: ''اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے؟ وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے، اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا، وہی عوام کالانعام کو پلایا۔ (انجام آتھم، ص:۲۱، حاشیہ)

۳:... ''مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے، ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھارہے ہیں۔'' (ضمیمہ آتھم، ص:۲۵۰)

۴:... ''بعض جاہل سجادہ نشین اور مولویت کے شترمرغ۔'' (ضمیمہ انجام آتھم، ص:۱۸۰)

۵:... ''میرے مخالف جنگل کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔'' (نجم الہدیٰ، ص:۵۳)۔ ایسا بدبخت ہے جسے یہ بھی معلوم نہیں سور کی مادہ سورنی ہوتی ہے نہ کہ کتیا۔

۶:... مولانا سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھا: ''اور لئیموں میں ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں، ایک شیطان ملعون ہے۔ سفیہوں کا نطفہ، بدگو، خبیث، مفسد اور جھوٹ کو ملمع کرکے دکھلانے والا منحوس ہے، جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی، ص:۴۴۵، خزائن:۲۲، ص:۴۴۵)۔ تو نے مجھے اپنی خباثت سے دکھ پہنچایا ہے، تو سچا آدمی ہے، اگر تو ذلت کی موت نہ مرا اے نسل بدکاراں۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص:۱۴،۱۵)۔ ''بغایا'' بغیہ کی جمعہ ہے، جس کا معنی ''بدکار عورت'' جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے: ''ماکان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا'' ترمذی شریف کی حدیث میں ہے: ''والبغایا التی ینکحن من غیریتہ''... اور وہ عورتیں بغیر گواہوں کے نکاح کرتی ہیں وہ بدکارہ ہیں... ذریۃ البغایا کا ترجمہ خود مرزا قادیانی نے خراب عورتوں کی نسل بازاری عورتوں اور کنجریوں کا بیٹا کیا ہے۔ (نورالحق حصہ اول، ص:۱۲۲، خطبہ الہامیہ، ص:۴۹، انجام آتھم، ص:۲۸۲)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ابدی زندگی اور اس کی حقیقت

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

۸ آیات پر مشتمل سورۃ التکاثر کے اہم مقاصد یہ ہیں کہ ہر شخص کو چاہئے کہ وہ دنیاوی زندگی اور اس کے وقتی آرام کو اپنا منزل مقصود نہ سمجھے، کیونکہ اس دنیاوی فانی زندگی کے بعد ایک ایسی زندگی شروع ہونے والی ہے، جہاں کبھی موت واقع نہیں ہوگی، جہاں کی راحت اور سکون کے بعد کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں ہر مسلمان کا یہ ایمان وعقیدہ ہے کہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا، جب دنیا کا سارا نظام ہی درہم برہم ہوجائے گا، آسمان پھٹ جائے گا، سورج لپیٹ دیا جائے گا، ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر دنیا میں آنے والے تمام انس وجن کو اللہ کے دربار میں ایسی حالت میں حاضر کیا جائے گا کہ ہر نفس کو صرف اور صرف اپنی ذات کی فکر ہوگی کہ اس کا نامۂ اعمال کس ہاتھ میں دیا جائے گا؟

اس کے بعد انہیں دنیاوی زندگی کے اعمال کی جزا یا سزا دی جائے گی۔ اس دن کو ''یوم القیامۃ'' کہا جاتا ہے۔ قرآن وحدیث میں اس دن کی سختی اور ہولناکی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ قرآن کریم میں تقریباً ۷۰ جگہوں پر یوم القیامہ کا لفظ وارد ہوا ہے اور الیوم الآخر، و دارالآخرۃ جیسے الفاظ کا ذکر قرآن کریم میں بیسیوں مرتبہ ہوا ہے۔

نہ صرف مسلمانوں بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ ایک دن دنیا اور دنیا کی ساری نقل وحرکت ختم ہوجائے گی اور انسان کے دنیاوی اعمال کے مطابق اللہ کے حکم پر جنت یا جہنم کا فیصلہ سنایا جائے گا۔ دیگر قومیں بھی کسی نہ شکل میں قیامت کے دن کو تسلیم کرتی ہیں۔ عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس پوری کائنات کے وجود کا کوئی اہم مقصد ضرور ہونا چاہئے اور اشرف المخلوقات کو اپنے کیے ہوئے اعمال کی جزا یا سزا ضرور ملنی چاہئے۔

قیامت کب واقع ہوگی؟ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، البتہ قیامت تک آنے والے تمام انس وجن کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ شہادت اور درمیان والی انگلی کو ملا کر ارشاد فرمایا کہ جس طرح یہ دونوں انگلیاں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں، بس سمجھیں کہ میں بھی قیامت کے ساتھ اس طرح بھیجا گیا ہوں۔ (صحیح مسلم) یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے درمیان کا وقت دنیا کے وجود سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک گزرے ہوئے زمانے کے مقابلے میں بہت کم ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیز اس امت کے افراد کے عمریں بہت کم ہیں، لہٰذا ہمیں ہر وقت اس عظیم دن کی تیاری کرنی چاہئے۔

قیامت کے واقع ہونے کی تاریخ کا علم تو اللہ کے پاس ہے، ہاں جس شخص کی موت واقع ہوگئی، اس کے لیے ایک طرح سے قیامت واقع ہوجاتی ہے، کیونکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہمارا یہ ایمان وعقیدہ ہے کہ انسان کی جزا یا سزا قیامت تک مؤخر نہیں کی جاتی، بلکہ موت کے بعد سے ہی دنیا میں کیے گئے اعمال کی جزا یا سزا شروع ہوجاتی ہے۔ چنانچہ قرآن وحدیث کی روشنی میں پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ قبر جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ بنتی ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔

کیا قبر میں عذاب ہوتا ہے؟ قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر عذاب قبر کا ذکر آیا ہے، یہاں صرف دو آیات پیش ہیں: فرعون کے لوگوں کو بدترین عذاب نے آ گھیرا۔ آگ ہے جس کے سامنے انہیں صبح وشام پیش کیا جاتا ہے، اور جس دن قیامت آ جائے گی، (س دن حکم ہوگا کہ) فرعون کے لوگوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کردو۔ (سورۃ الغافر ۴۵۔۴۶) انسان کے مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے انسان کی روح جس عالم میں رہتی ہے اسے عالم برزخ کہا

جاتا ہے۔اِس آیت میں بتایا گیا کہ فرعون اور اس کے ساتھیوں کو عالم برزخ میں جہنم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، تاکہ انہیں پتا چلے کہ ان کا ٹھکانہ یہ ہے۔اسی طرح فرمان الٰہی ہے:

’’اِن کو ہم دو مرتبہ سزا دیں گے، پھر انہیں زبردست عذاب کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔‘‘ (سورۃ التوبہ:۱۰۱)

اس آیت میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ زبردست عذاب یعنی جہنم سے قبل بھی انہیں سزا دی جائے گی۔

قبر کے عذاب کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینکڑوں فرمان احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔اختصار کے پیش نظر صرف تین احادیث پیش ہیں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب دو قبروں پر سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:’’ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔ایک تو ان میں سے چغل خوری کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے بچنے میں احتیاط نہیں کرتا تھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہری ٹہنی منگائی اور اسے چیر کر دو کیا۔ہر ایک کی قبر پر ایک ایک گاڑ دی اور فرمایا جب تک یہ ٹہنی خشک نہ ہو، امید ہے کہ ان کا عذاب ہلکا ہو جائے۔‘‘

(صحیح مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں قبر کا وہ عذاب سنا دے جو میں سن رہا ہوں۔

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو۔

(صحیح مسلم)

نیز فرمان رسول ہے:’’جب آدمی مر جاتا ہے تو صبح وشام اسے اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔ اگر اہل جنت سے ہوتا ہے تو جنت، اور اگر اہل جہنم سے ہوتا ہے تو بھڑکتی ہوئی آگ اسے دکھائی جاتی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ یہ وہ تیرا ٹھکانا ہے، جہاں قیامت کے دن تجھے اٹھا کر پہنچا دیا جائے گا۔

(صحیح مسلم)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ قبر میں ہر شخص سے تین سوال کئے جاتے ہیں:

(۱) تمہارا رب کون ہے؟

(۲) تمہارا مذہب کیا ہے؟

(۳) یہ شخص کون ہیں جو تمہارے درمیان رسول بنا کر بھیجے گئے؟

تینوں سوال کے صحیح جواب دینے پر کامیابی کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور قیامت تک کے لیے جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ سوالات کے جواب نہ دینے پر اسے عذاب دیا جاتا ہے اور جہنم کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔

قبر کا عذاب اصل میں روح کو ہوتا ہے۔ سوالات بھی حقیقت میں روح ہی سے ہوتے ہیں، اس لئے اگر کسی شخص کو دفن نہ کیا جائے، تب بھی تینوں سوالات ہوتے ہیں، البتہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روح کے ساتھ بدن کو بھی عذاب ہوتا ہے۔ بے شمار دنیاوی چیزیں نہ سمجھنے کے باوجود ہم انہیں تسلیم کرتے ہیں، اسی طرح عالم برزخ میں عذاب اور آرام پر ہمیں مکمل ایمان لانا چاہئے خواہ اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہ ہو۔

جس طرح عالم برزخ کی زندگی اور اس میں عذاب یا انتہائی آرام وسکون پر ہمارا ایمان ہے اسی طرح ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کے لئے اپنا مہمان خانہ جنت تیار کر رکھا ہے، جہاں آرام وآرائش کا ایسا سامان اللہ تعالیٰ نے مہیا کر رکھا ہے کہ کوئی بشر اسے سوچ بھی نہیں سکتا۔ دوسری طرف کافروں اور گناہ گاروں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ کی شکل میں جہنم ہے، جہاں پیپ اور بہتا ہوا خون غذا کے طور پر پیش کیا جائے گا۔اللہ تعالیٰ جہنم سے نجات اور بغیر حساب وکتاب کے جنت الفردوس کا فیصلہ فرمائے۔(آمین)

حقیقی دانش مند کون...؟

حضرت ابو یعلیٰ شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:’’دانش مند ہے وہ شخص جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے تیاری کرتا رہے اور نادان ہے وہ شخص جو نفسانی خواہشات کی پیروی میں لگا رہے اور اللہ تعالیٰ سے لمبی لمبی آرزوئیں باندھتا رہے۔(جامع ترمذی)

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دانش منداور نادان میں فرق واضح فرمادیا کہ حقیقی دانش مند انسان وہ ہے جو دنیا میں لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے، اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرتے ہوئے، نفس کو قابو میں رکھے، گناہوں سے باز رہے، ہر قسم کی نافرمانی سے بچتا رہے، اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے ڈرتا رہے اور اپنی موت اور آخرت کی جواب دہی کو ہر وقت یاد رکھے۔

☆☆..................☆☆

ظہورِ مہدی علیہ الرضوان... احادیث کی روشنی میں

تالیف: شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ (قسط:۲) مقدمہ: حضرت مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی، دارالعلوم دیوبند

کچھ باتیں کتاب کے متعلق

آج سے دس گیارہ سال پہلے کی بات ہے کہ ایک دن بیٹھا ماہنامہ ’’الرشید‘‘ ساہیوال کا خصوصی شمارہ ’’مدنی واقبال نمبر‘‘ دیکھ رہا تھا۔ اس میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ کے غیر مطبوعہ مکاتیب کا ایک مختصر سا مجموعہ مرتبہ جناب محمد دین شوق صاحب بعنوان ’’مکتوباتِ مدنیہ‘‘ بھی شریکِ اشاعت ہے، (جسے بعد میں الگ سے پاکستان کے ایک مکتبہ نے شائع کردیا ہے) اس مجموعہ کا تیسرا مکتوب جو ڈربن افریقہ کے کسی صاحب کے جواب میں ۲۲ صفر ۱۳۵۳ھ کو لکھا گیا ہے، اس میں امام مہدی آخرالزماں کے بارہ میں حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

’’حضرت امام مہدیؓ قیامت سے پہلے بلکہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور خروجِ دجال اور فتنۂ یاجوج وماجوج ودابۃ الارض وطلوعِ شمس من المغرب وغیرہ سے پہلے ظاہر ہوں گے۔ قیامت میں تو تمام انبیاء اور اولیاء کا اجتماع ہوگا۔ حضرت مہدیؓ دنیا میں مذہب اسلام کی زندگی اور اس کی تقویت کے باعث ہوں گے، وہ اس وقت ظہور فرمائیں گے جبکہ دنیا ظلم وستم سے بھر گئی ہوگی، اُن کی وجہ سے دنیا عدل وانصاف، دین وایمان سے بھر جائے گی، اُن کا اور اُن کے باپ کا نام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کے نام کے مطابق ہوگا۔ صورت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کے مشابہ ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اولاد سے ہوں گے، یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل میں سے۔ مکہ مکرمہ میں ظاہر ہوں گے، اول جو جماعت اُن کے ہاتھ پر بیعت کرے گی، وہ تین سو تیرہ آدمی ہوں گے، حسبِ عدد اصحابِ بدر و اصحابِ طالوت۔ لوگوں میں یکبارگی انقلاب پیدا ہوگا۔ حجاز کی اصلاح کے بعد سیریہ اور فلسطین وغیرہ کی اصلاح کریں گے۔

دارالسلطنت بیت المقدس ہوگا، ان کی حکومت پانچ یا سات یا نو برس ہوگی۔ اس بارہ میں صحیح روایتیں تقریباً چالیس میری نظر سے گزری ہیں اور حسن وضعیف بہت زیادہ ہیں۔ ترمذی شریف، مستدرکِ حاکم، ابوداؤد، مسلم شریف وغیرہ میں یہ روایات موجود ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: اگر قیامت آنے میں صرف ایک دن باقی رہ جائے گا جب بھی اللہ تعالیٰ مہدیؓ کو ضرور ظاہر کرے گا اور قیامت اُن کے بعد لائے گا، لہٰذا اس میں بجز تسلیم کے کوئی چارہ نہیں۔ بہت سے جھوٹوں نے اب تک مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، مگر کسی میں یہ علامتیں نہیں پائی گئیں، جو مہدی موعودؓ کے متعلق ذکر کی گئی ہیں۔

میں نے مالٹا جانے سے پہلے مدینہ منورہ کے کتب خانہ میں تلاش کرکے صحیح صحیح روایتیں جمع کی تھیں، مگر افسوس کہ وہ رسالہ روسی انقلاب میں جاتا رہا، اب میرے پاس وہ نہیں رہا اور جن لوگوں نے اس کو نقل کیا تھا، وہ بھی وفات پاگئے اور رسالہ پھر نہ مل سکا۔‘‘

اس مکتوب سے پہلے نہ کسی سے سنا تھا اور نہ ہی کسی تحریر میں دیکھا تھا کہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ کی اس موضوع پر کوئی تالیف ہے، اس لئے فطری طور پر اس نئے انکشاف پر بے حد مسرّت ہوئی اور ساتھ ہی دل میں یہ خواہش بھی مچلنے لگی کہ اے کاش! کسی طرح یہ قیمتی رسالہ دستیاب ہوجاتا تو اسے شائع کردیا جاتا، لیکن حضرت کے اس آخری جملے سے کہ: ’’اب میرے پاس وہ نہیں رہا.... اور رسالہ پھر مل نہ سکا‘‘ ایک طرح کی مایوسی طاری ہوجاتی۔ اسی بیم ورجا اور اُمیدی وناامیدی کی ملی جلی کیفیت کے ساتھ اس دُرِمکنون کی طلب وتحصیل کی تدبیریں سوچنے لگا، ایک دن اچانک دل میں یہ بات آئی کہ اس انقلاب میں حضرت کا سارا اثاثہ حکومت نے ضبط

کرلیا تھا، اس لئے ممکن ہے کہ اس ضبطی کے بعد آپ کی کتابیں اور دیگر کاغذات کسی سرکاری کتاب خانے میں جمع کردیئے گئے ہوں، اس موہوم خیال نے دھیرے دھیرے جڑ پکڑلی اور نااُمیدی پر اُمید کا غلبہ ہوگیا، بالآخر اس خیال کا اظہار اپنے لائق صد احترام اور مشفق ومہربان رفیق بلکہ بزرگ صاحبزادۂ محترم مولانا سید ارشد مدنی اعلی اللہ مراتبہٗ سے کیا اور ان سے عرض کیا کہ حرمین شریفین کے سفر میں اہم سرکاری کتب خانوں میں پتہ لگائیں۔ عین ممکن ہے کہ کہیں یہ گمشدہ رسالہ مل جائے۔ چونکہ مولانا موصوف کو حضرت شیخ قدس سرہٗ کے بعض تلامذہ کے ذریعہ یہ بات پہنچی تھی کہ دورانِ درس حضرت نے اس رسالہ کا تذکرہ فرمایا تھا، اس لئے اس تراثِ علمی کی جس کے وہ سچے حق دار ہیں، ان میں خود طلب وجستجو کی فکر تھی، چنانچہ حسبِ معمول عمرہ وزیارت کے لئے شعبان میں حرمین شریفین حاضر ہوئے تو اہل علم وخبر سے اس سلسلے میں معلومات کیں، مگر کہیں کوئی سراغ نہ مل سکا، دوسرے سال جب پھر جانا ہوا تو مزید معلومات حاصل کیں، وہاں مقیم بعض لوگوں نے نشاندہی کی کہ اگر یہ رسالہ ضائع نہیں ہوا ہے تو اندازہ یہ ہے کہ مکتبۃ الحرم مکہ معظّمہ میں ضرور ہوگا۔ مولانا موصوف مکتبۃ الحرم پہنچ گئے اور خدا کی قدرت مخطوطات کی فہرست میں یہ مل گیا اور خود شیخ الاسلام قدس سرہٗ کے ہاتھ کا لکھا ہوا، چنانچہ اس کا فوٹو لے لیا، اس طرح تقریباً صدی کی گم نامی کے بعد یہ نادر وقیمتی علمی سرمایہ دوبارہ معرضِ وجود میں آ گیا۔

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ کے مکتوب سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رسالہ امام مہدیؓ سے متعلق صحیح چالیس احادیث پر مشتمل تھا اور بعض لوگوں نے اس کی نقل بھی لی تھی، مگر دستیاب مخطوطہ میں کل ۳۷ احادیث ہیں، پھر اس میں متعدد مقامات پر حک وفک بھی ہے، بعض جگہ سبقتِ قلمی بھی ہے، اس لئے اندازہ یہ ہے کہ یہ مبیضہ کے بجائے اصل مسوّدہ ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

مہدی موعودؓ سے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، جن میں بعض نہایت مفصل اور ضخیم بھی ہیں، لیکن یہ مختصر رسالہ اس اعتبار سے خاص اہمیت وافادیت کا حامل ہے کہ اس میں صرف صحیح احادیث کو جمع کیا گیا ہے، جب کہ دوسری کتابوں میں اس کا التزام نہیں ہے۔ علاوہ ازیں امام ابن خلدونؒ نے اپنے مقدمہ میں مہدی موعودؓ سے متعلق وارد احادیث پر جو ناقدانہ کلام کیا ہے، جس سے متاثر ہوکر بہت سے اہل علم بھی مہدی موعودؓ کے ظہور کے بارہ میں منکر یا متردد ہیں، حضرت شیخؒ نے علامہ ابن خلدونؒ کے اُٹھائے ہوئے سارے اعتراضات کا اسمائے رجال اور اصولِ محدثین کی روشنی میں جائزہ لے کر مدلل طور پر ثابت کردیا ہے کہ ان کے یہ اعتراضات درست نہیں ہیں اور بلاریب رسالہ میں منقول احادیث صحیح وحجت ہیں، اس لئے یہ رسالہ بقامت کہتر وبقیمت بہتر کا صحیح مصداق ہے۔ احقر نے اپنی بضاعت وہمت کے مطابق اس نادر وبیشتر بہا علمی تحفہ کو مفید سے مفید تر بنانے کی پوری کوشش کی ہے۔ حضرت شیخ اسلام قدس سرہٗ نے جن کتبِ حدیث سے احادیث نقل کی ہیں، ان کی جلد وصفحہ کا حوالہ دے دیا ہے، اسی طرح رجالِ سند پر حضرتؒ نے جہاں جہاں کلام کیا ہے، اس کا حوالہ نقل کردیا ہے اور حسب ضرورت بعض رجال پر حضرتؒ کے مختصر کلام کی تفصیل کردی ہے۔ بعض احادیث کے بارہ میں نشان دہی کردی ہے کہ کن کن ائمہ حدیث نے ان کی تخریج کی ہے۔ غریب ومشکل الفاظ کی کتب لغت سے تشریح بھی نقل کردی ہے۔ اسی کے ساتھ رسالہ کو مکمل تر بنانے کی غرض سے بطور تکملہ آخر میں چند احادیثِ صحیحہ کا اضافہ بھی کیا گیا ہے، پھر اس قیمتی علمی سرمایہ کو مفید عام بنانے کی غرض سے تمام حدیثوں کا ترجمہ بھی کردیا ہے، **والحمد للّٰہ الذی بنعمتہٖ تتم الصالحات وصلی اللّٰہ علی النبی الکریم وعلٰی جمیع أصحابہٖ وبارک وسلم.**

حبیب الرحمٰن قاسمی

خادم التدریس دارالعلوم دیوبند

(جاری ہے)

کس طرح نعت لکھنے کی شروعات کروں؟

توبہ کرکے میں گناہ اپنے مٹالوں پہلے — عشق کی آگ ذرا دل میں بڑھالوں پہلے

جلوۂ نورِ نبی ﷺ دل میں سما لوں پہلے — خاکِ طیبہ کو میں آنکھوں میں لگالوں پہلے

نذر پھر اُن کی درودوں کی میں سوغات کروں

بعدہٗ نعت کے لکھنے کی شروعات کروں

مولانا مفتی اسرار احمد دانش قاسمی نجیب آبادی

اللہ تعالیٰ وانبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں

مرزا قادیانی کی ہرزہ سرائی

قسط:۲

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۴:... حضرت آدم علیہ السلام کی توہین:

''اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کر کے انہیں روح جن وانسان پر سردار، حاکم اور امیر بنایا، جیسا کہ آیت ''اُسْجُدُوْا لِآدَمَ'' سے معلوم ہوتا ہے، پھر شیطان نے انہیں بہکایا اور جنتوں سے نکلوادیا اور حکومت اس اژدھے کی طرف لوٹائی گئی، اس جنگ و جدال میں آدم کو ذلت و رسوائی نصیب ہوئی، جنگ کبھی اس رخ اور کبھی اس رخ پر ہوتی ہے اور رحمٰن کے ہاں پرہیزگاروں کے لئے نیک انجام ہے۔ اس لئے اللہ نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو پیدا کیا تا آخر زمانہ میں شیطان کو شکست دے اور یہ وعدہ قرآن میں لکھا ہوا تھا۔''

(خطبۂ الہامیہ، ص:۳۱۲، خزائن:۱۶، ص:۳۱۲)

(جھوٹ اور صاف جھوٹ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین:

''موسیٰ نے کئی لاکھ بے گناہ بچے مار ڈالے کوئی عیسائی نہیں کہتا کہ برا کام کیا۔''

(نور القرآن، ص:۲۴، خزائن:۹، ص:۳۵۳)

حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت:

''خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے، اگر نوح (علیہ السلام) کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی، ص:۱۳۷، خزائن:۲۲، ص:۵۷۵)

حضرت یوسف علیہ السلام پر فضیلت:

''پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے، کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا، مگر یوسف بن یعقوب (علیہما السلام) قید میں ڈالا گیا۔''

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص:۹۹، خزائن:۲۱، ص:۹۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت:

''وہ نشان جو ظاہر ہونے والے ہیں، موسیٰ نبی کے نشانوں سے بڑھ کر ہیں۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی، ص:۸۳، خزائن:۲۲، ص:۵۱۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فضیلت:

''آیت: ''وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى'' اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہوجائیں گے جب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم (مرزا قادیانی) پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔

(اربعین:۳، ص:۳۸، خزائن:۱۷، ص:۴۲۰، ۴۲۱)

ہر رسول میری قمیص میں چھپا ہوا ہے:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم ز کسے
آدم نیز احمد مختار
در برم جامۂ ہمہ ابرار
آنچہ داد ست ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بہ تمام
زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(نزول المسیح، ص:۱۰۰، خزائن:۱۸، ص:۴۷۷، ۴۷۸)

ترجمہ شعر۱: اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں، مگر میں عرفان میں ان میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔

ترجمہ شعر۲: میں آدم ہوں نیز احمد مختار۔ میں تمام نیکوں کے لباس میں ہوں۔

ترجمہ شعر۳: خدا نے ہر نبی کو (کمالات و معجزات) کا جام دیا ہے، مگر وہی جام مجھے لبالب بھر کر دیا۔

ترجمہ شعر۴: میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہوگیا، ہر رسول میری قمیص میں چھپا ہوا ہے۔

ترجمہ شعر۵: مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور اس یقین میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں، جو اسے جھوٹ کہتا ہے وہ لعنتی ہے۔

نبوت کا قادیانی تصور:

''مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوڑھا یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان

کے گھر کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں پکڑا گیا ہے اور چند مرتبہ زنا میں گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں بھی قید ہو چکا ہے اور چند دفعہ ایسے بُرے کاموں میں گاؤں کے نمبرداروں نے اسے جوتے بھی مارے ہیں۔ اس کی ماں، دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے نجس کاموں میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں، اب خدا تعالیٰ کی قدرت خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ ایسے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بن جائے۔''

(تریاق القلوب، ص:۱۵۲، خزائن:۱۵، ص:۲۷۹، ۲۸۰)

حالانکہ نبی عمدہ قوموں میں آیا کرتے تھے، جیسا کہ بخاری شریف (ج:۱، ص:۴، ط: نور محمد کتب خانہ) میں ہے: ''وکذٰلک الرسل تبعث فی نسب قومها۔''

خلاصہ ایں کہ:

۱:... ''دنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس نے اجتہاد کی غلطی نہ کی۔'' (العیاذ باللہ)

۲:... ''انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی شیطانی کلمہ بھی داخل ہو جاتا ہے۔'' (العیاذ باللہ)

۳:... ''ایک مرتبہ چار سو نبیوں کی پیشگوئی جھوٹ ثابت ہوئی۔'' (العیاذ باللہ)

۴:... ''مرزا قادیانی تمام انبیاء کا مظہر اور مجموعہ ہے۔'' (العیاذ باللہ)

۵:... ''مرزا قادیانی کے معجزات اگر ہزار نبیوں پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔'' (العیاذ باللہ)

۶:... ''مرزا قادیانی کی آمد سے ہر نبی زندہ ہو گیا اور ہر رسول مرزا قادیانی کی قمیص میں چھپا ہوا ہے۔'' (العیاذ باللہ)

۷:... ''ایک چوڑھا جو زانی، شرابی اور چور ہو، مردار کھاتا اور گوہ اٹھاتا ہو، اس کا خاندان بدکار نجس ہو، اس کی دادیاں اور نانیاں زنا کار ہوں، ایسا شخص بھی نبی اور رسول بھی بن سکتا ہے۔'' (العیاذ باللہ)

علماء اور صلحاء امت کی توہین

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی توہین:

''اس الہام میں میرا نام ''سلطان عبدالقادر'' رکھا گیا، کیونکہ جس طرح مسلمان دوسروں پر افسر اور حکمران ہوتا ہے۔ اسی طرح مجھ کو روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے، یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں ان کا تعلق نہیں رہے گا جب تک وہ میری اطاعت نہ کریں۔ میری اطاعت کا جوآ اپنی گردن پر نہ اٹھائیں۔ یہ اسی قسم کا فقرہ ہے کہ جس قسم کا فقرہ: ''وقدمی هذه علیٰ رقبة کل ولی الله'' یہ فقرہ سیّد عبدالقادرؒ کا ہے، جس کے معنی ہیں کہ ہر ایک ولی کی گردن پر میرا قدم ہے۔'' (تذکرہ مجموعہ وحی و الہامات مرزا قادیانی، ص:۵۹۹، طبع چہارم)

حضرت مہر علی شاہؒ کی توہین:

''پنجاب کے مشہور زمانہ پیر طریقت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے مرزا قادیانی کے عقائد و نظریات کے خلاف کتاب لکھی اور اسے مرزا قادیانی کو بھجوایا۔ مرزا قادیانی غصہ میں پاگل ہو گیا اور اس نے حضرت پیر صاحبؒ کو بے نقط سنائیں۔ چنانچہ لکھا:

۱:... مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہؒ) کی طرف سے پہنچی ہے، یہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن، بس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین! تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی، پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔

اتانی کتاب من کذوب یزور
کتاب خبیث کالعقارب یابر
فقلت لک الویلات یا ارض جولر
لعنت بملعون فانت تدمر

(اعجاز احمدی، ضمیمہ نزول المسیح ص:۷۵، خزائن:۱۹، ص:۱۸۸)

۲:... پیر جی اب اجازت ہے کہ ہم بھی کہہ دیں کہ ''لعنت اللہ علی الکاذبین''۔ رہا محمد حسن، پس چونکہ وہ مر چکا ہے، اس لئے اس کی نسبت لمبی بحث کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی سزا کو پہنچ گیا، اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر پیر صاحب کے منہ میں رکھ دی۔

(نزول المسیح حاشیہ، ص:۷۲، خزائن:۱۸، ص:۴۴۸)

۳:... اے جاہل بے حیا! اول عربی بلیغ و فصیح میں کسی سورت کی تفسیر شائع کر، پھر تجھے ہر ایک کے نزدیک حق حاصل ہوگا کہ میری کتاب کی غلطیاں نکالے یا مسروقہ قرار دے۔

(نزول المسیح ص:۶۵، خزائن:۱۸، ص:۴۴۱)

مولانا محمد حسین بٹالویؒ کے متعلق لکھا:

کذاب، متکبر، سربراہ گمراہان، جاہل، شیخ احمقان، عقل کا دشمن، بدبخت، طالع فی منحوس لاف زن، شیطان، گمراہ، شیخ مفتری کہا۔

(انجام آتھم، ص:۲۴۱، ۲۴۲، خزائن:۱۱، ص:۲۴۱ تا ۲۴۳)

ابو حنیفہؒ دوراں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے متعلق لکھا:

''اندھا شیطان، گمراہ دیو، شقی، ملعون۔''

(انجام آتھم ص:۲۵۲، خزائن:۱۱، ص:۲۵۲)

مولانا سعد اللہ لدھیانویؒ کے متعلق لکھا:

''اور لئیموں میں ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں، ایک شیطان ملعون ہے۔ سفیہوں کا نطفہ، بدگو، خبیث، مفسد اور جھوٹ کو طمع کر کے دکھلانے والا منحوس ہے، جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی ص:۴۴۵، خزائن:۲۲، ص:۴۴۵)

غزنوی علماء کے متعلق لکھا:

''اے عبدالحق غزنویؒ، اے گمراہ عبدالجبار! تم نے دیکھ لیا، تمہیں طاقت نہیں میری کلام جیسی کلام بنالاؤ (واقعتاً علماء کرام تو ایسی بکواسات نہیں لکھ سکتے... ناقل) عبدالجبار کی جماعت میں ایک موذی نے کہا کہ یہ شخص دجال اور اکفر الکفار ہے۔ ایک شخص ہے جس کو عبدالحق کہتے ہیں، اس نے گالیاں دیں اور پشہ کی طرح اچھا اور وہ ایک چوہا ہے شیروں کو اپنے سوراخ میں آواز سے ڈراتا ہے اور ایک شیخ لمبی زبان والا بہت ہذیان والا عبدالحق سے مشابہ ہے.... کلب العناد، پس اے مسخ شدہ، تیرا سر تیرے ہی جوتوں کے ساتھ نرم کیا جائے گا، تجھ پہ لعنت اے غزنی کے بندر، تو کتوں کی طرح تھا، بک بک کرنے والا کم معرفت، لکنت لسان کا داغ رکھنے والا اور کتا ایک صورت ہے تو اس کی روح ہے۔'' ملخصاً

(حجۃ اللہ ص:۱۲ تا ۱۸، خزائن:۱۲، ص:۲۰۱۷۲ تا ۲۳۶)

جبکہ خود لکھا: ''ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔''

(ست بچن ص:۲۱، خزائن:۱۰، ص:۱۳۳)

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم ص:۴۲، خزائن:۲۰، ص:۴۵۸)

امت مسلمہ اور عامۃ المسلمین کو گالیاں ولد الحرام:

''جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اسے ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔''

(انوار الاسلام ص:۳۰، خزائن:۹، ص:۳۱)

عیسائی، یہودی، مشرک:

''جو میرے مخالف ہیں ان کا نام عیسائی یہودی اور مشرک رکھا گیا۔''

(نزول المسیح حاشیہ ص:۴، خزائن:۱۸، ص:۳۸۲)

کنجریوں کی اولاد:

''تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بنظر المحبۃ والمودۃ وینفع من معارفھا ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا۔'' میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے، مگر کنجریوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام ص:۵۴۷، ۵۴۸)

''ذریۃ البغایا کا ترجمہ خود مرزا قادیانی نے: ''بازاری عورتوں'' سے کیا ہے۔

(خطبۂ الہامیہ ص:۴۹، خزائن:۱۶، ص:۴۹)

دشمن مرد خنزیر اور عورتیں کتیوں سے بدتر:

ان العداء صاروا خنازیر الفلا
ونساء ھم من دونھن الا کلب

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔''

(نجم الہدیٰ ص:۵۳، خزائن:۱۴، ص:۵۳)

مرزا کو نہ ماننے والا پکا کافر:

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ (علیہ السلام) کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ (علیہ السلام) کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں مانتا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل، ص:۱۱۰ از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا انکار کفر:

''اب مسئلہ صاف ہے اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے۔ کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے الگ کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ وہی ہے اگر مسیح موعود کا انکار کفر نہیں تو نعوذ باللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر بھی کافر نہیں، کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو، مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ، اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔''

(کلمۃ الفصل، ص:۱۴۶/۱۴۷، مرزا بشیر احمد ایم اے)

۲:... ''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔'' (تذکرہ ص:۵۱۹)

۳:... ''اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعود نے: ''الذین کفروا'' غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے۔

(کلمۃ الفصل، ص:۱۴۳، مرزا بشیر احمد)

خواہ نام بھی نہیں سنا:

’’کُل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘

(آئینہ صداقت،ص:۳۵،مندرجہ انوارالعلوم،ج:۶،ص:۱۱۰)

جہنمی:

’’جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا، تیری بیعت نہیں کرے گا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی مخالفت کرنے والا اور جہنمی ہے۔‘‘

(تذکرہ،ص:۲۸۰،مجموعہ وحی والہامات)

خنزیر سے زیادہ پلید لوگ:

’’دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور نفرت کے لائق خنزیر ہے، مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو نفسانی جوش کے لئے حق و دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔اے مردار خور مولویو اور گندی روحو! تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لئے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا، اے اندھیرے کے کیڑو‘‘

(انجام آتھم،ص:۲۱،خزائن:۱۱،ص:۳۰۰)

جیسا کہ سنڈاس پاخانہ سے:

’’منشی الٰہی بخش نے جھوٹے الزاموں سے اور بہتان اور خلاف واقعہ نجاست سے اپنی کتاب ’’عصائے موسیٰ‘‘ کو ایسا بھر دیا ہے، جیسا کہ ایک نالی اور بدرو گندے کیچڑ سے بھری جاتی ہے جیسا کہ سنڈاس پاخانہ سے۔

(اربعین:۴،ص:۱۱۴،۱۱۵،خزائن:۱۷،ص:۴۵۶،۴۵۷)

پیٹ سے چوہا:

’’اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہئے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا؟ کیا اندر ہی پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کرکے نطفہ بن گیا اور اس کے پیٹ سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔‘‘

(انجام آتھم،ص:۳۱۱ تا ۳۱۷،خزائن:۱۱،ص:۳۱۱ تا ۳۱۷)

رحم پر مہر:

’’خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگادی۔‘‘

(تتمہ حقیقۃ الوحی،ص:۴۴۴،خزائن:۲۲،ص:۴۴۴)

عضو تناسل کاٹ دیتا:

’’حضرت مسیح موعود کے قریباً ہم عمر مولوی محمد حسین بٹالوی بھی تھے،ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا، اگر ان کو حضرت مسیح موعود کی حیثیت معلوم اور وہ جانتے کہ ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل اور بروز کے مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرت کے مقابلہ میں ابوجہل نے کیا تھا، تو وہ اپنے آلۂ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔‘‘

(مرزا بشیرالدین محمود کا خطبہ نکاح، الفضل قادیان ۲؍نومبر ۱۹۲۲ء ج:۱۰،شمارہ:۳۵)

جہاں سے نکلے تھے:

’’جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ وہ جاہلوں کے روبرو تو بہت گزاف مارتے ہیں، مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے تو ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہوجاتے ہیں۔‘‘

(حیات احمد،ج:۲،ص:۱۲۵ از یعقوب علی عرفانی)

(جاری ہے)

قاری عبدالحمیدؒ کی رحلت .... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قاری عبدالحمیدؒ ضلع مظفرگڑھ کے رہنے والے اور امام القرأ حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کے شاگرد رشید تھے۔استاذ محترم کی وصیت کے مطابق خیرپور ٹامیوالی ضلع بہاولپور کی سادی (سبز) مسجد میں قائم مدرسہ میں نصف صدی قرآن پاک کی تدریس وتعلیم کی خدمات سرانجام دیں۔اس ادارہ کے مہتمم ایک عرصہ تک حضرت مولانا قاری نیاز احمدؒ رہے۔راقم ان کے دور میں بارہا خطبۂ جمعہ کے لئے گیا تو حضرت مولانا قاری نیاز احمدؒ، قاری عبدالحمیدؒ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔مجلس کی کارکردگی اور عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانیت کے تعاقب کی روداد سن کر پھولے نہ سماتے۔اول الذکر کے دور میں جب حاضری ہوتی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے فنڈ کی خود اپیل فرماتے، میں جماعت اور اس کی ضروریات کا صرف تعارف کرادیتا۔عام طور پر خورد ونوش کی نگرانی قاری عبدالحمیدؒ فرماتے۔نصف صدی تعلیم قرآن کی وجہ سے خیرپور شہر کے سینکڑوں سے زائد حفاظ وقرأ ان کے شاگردان رشید ہیں۔تقریباً چار روز بیمار رہے۔ناظم ادارہ کے بقول ہر رات کو ان کی درخواست آجاتی کہ بیمار ہوں، اگر صحت نے اجازت دی تو صبح درسگاہ میں حاضری دوں گا، بصورت دیگر میری رخصت منظور کی جائے۔موصوف خوش نصیب انسان ہیں کہ قیامت کے روز ہزاروں حفاظ ان کی خدمت قرآن کی گواہی دیں گے۔۳؍جنوری ۲۰۲۱ء کو انتقال فرمایا، ان کی نماز جنازہ ادارہ کے ناظم مولانا عبدالقادر نے پڑھائی اور انہیں خیرپور ٹامیوالی کے قبرستان میں والدین کے ساتھ دفن کیا گیا۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی عہدیداروں کے علاوہ ضلع مبلغ مولانا محمد اسحاق نے نمائندگی کی۔جنازہ میں ہزاروں مسلمانوں شریک ہوئے، بہت سے مسلمان دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔اللھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ۔

پیکرِ علم وعمل..... مولانا فضل ربی ندویؒ

مولانا مفتی خالد محمود

موت کا وقت اگرچہ مقرر ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے انسان کی تسلی اور صبر کے لئے اس کے اسباب مقرر کردیے ہیں۔ ۲۰۲۰ء میں علماء و مشائخ کی ایک بڑی تعداد ہمیں داغ مفارقت دے گئی، وہ حضرات جو علم وعمل کے جامع تھے، ان کے وجود سے بزم عالم خالی ہوتی جارہی ہے، علمی مجالس کی رونقیں ماند پڑتی جارہی ہیں۔ عملِ صالح میں بھی روز افزوں کمی کی وجہ سے انسانیت بھی کمزور پڑتی جارہی ہے۔ عملِ صالح کی کمی سے انسانیت دم توڑتی نظر آتی ہے۔

گزشتہ سال کتنی ہی عظیم علمی ہستیاں داغِ مفارقت دے گئیں، علماء و مشائخ نے اسے عام الحزن قرار دیدیا۔ انہی شخصیات میں سے مولانا فضلِ ربی ندوی رحمہ اللہ بھی تھے جو ۲۳/ دسمبر ۲۰۲۰ء کو ہم سے جدا ہوگئے، مولانا فضلِ ربی ندوی ''دار العلوم ندوۃ العلماء'' کے فاضل تھے، مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے خاص نیاز مندانہ تعلق رکھتے تھے، اسی نیاز مندی کا ثمرہ تھا کہ آپ پاکستان میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کے علوم کے ناشر تھے، حضرت علی میاں بھی آپ پر خصوصی شفقت فرماتے ہوئے بھرپور سرپرستی کا معاملہ فرماتے رہے۔

مولانا فضلِ ربی ندویؒ ۱۹۴۳ء میں دہلی میں پیدا ہوئے، آپ کے والد کا بڑا کاروبار تھا جو دہلی، کلکتہ اور کراچی تک پھیلا ہوا تھا۔ دیگر بچوں کی طرح معمول کے مطابق آپ کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا، آپ اسکول میں عصری تعلیم کے حصول میں مشغول تھے کہ آپ کے والد کا تعلق علماء سے قائم ہوا، آپ نے اپنے ہونہار فرزند کو ندوۃ العلماء میں داخل کروادیا۔

مولانا فضل ربی کا بیان ہے: ''یہ اللہ کا عظیم احسان اور میری بڑی سعادت اور خوش قسمتی کی بات تھی۔ اس طرح میں ندوہ کے قیام کے دوران حضرت کی زیرنگرانی و سرپرستی ۱۹۴۶ء تک رہا۔ ان سات برسوں میں حضرت مرشدیؒ کو قریب سے دیکھا، آپ کی مجلسوں میں بیٹھا۔ حضرت کی ذات مجموعۂ محاسن تھی۔ اخلاص، سچائی، متانت، دلجوئی، دل کی پاکی، عمل کی قوت، تواضع و خاکساری، عبادت و ریاضت اللہ تعالیٰ نے ان تمام اوصاف سے حضرت علی میاں ندویؒ کو مزین فرمایا تھا۔ مجھ ناچیز پر حضرت کی محبتیں شفقتیں ناقابلِ فراموش ہیں۔'' (مولانا علی میاں کے خطوط، ص:۱۱)

آپ اگرچہ ندوۃ العلماء سے سند فراغت حاصل کرچکے تھے (موجود تبلیغی بزرگ مولانا احمد لاٹ مدظلہ ان کے رفقائے درس میں سے ہیں) مگر پاکستان آنے کے بعد آپ نے محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے سامنے بھی زانوئے تلمذ تہہ کئے اور جامعہ علوم اسلامیہ میں دورۂ حدیث کی سماعت کی۔

مولانا فضل ربی ندویؒ کا عظیم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے پاکستان میں علی میاں رحمہ اللہ کے علوم کی خوب نشر واشاعت کی اور آپ کی کتب کو اعلیٰ پیمانے پر شائع کرکے ملک کے گوشے گوشے میں پہنچایا۔ آپ نے صرف مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی کتابیں ہی نہیں شائع کیں، بلکہ دیگر عظیم مصنفین کی کتب اور ندوۃ العلماء کا عربی کا مکمل نصاب بھی شائع کیا، یہ ادارہ اور مکتبہ ندوہ تقریباً سات سو کتب شائع کرچکا ہے۔

ایک مرتبہ میں نے مولانا فضل ربی ندویؒ سے پوچھا کہ کتابوں کی اشاعت تو آپ کا کام نہیں تھا، اس طرف آپ کیسے آئے؟ فرمانے لگے کہ حضرت علی میاںؒ نے فرمایا: ''تم اس حق کو ادا کرسکو گے جو ہمارا تمہارے اوپر عائد ہوتا ہے۔'' بس یہ جملہ دل پر اثر کرگیا اور میں نے پختہ ارادہ کرلیا کہ کچھ بھی ہو، اب یہ کام کرنا ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے جو خطوط مولانا فضل ربی ندویؒ کو تحریر کئے، ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے کس طرح مولانا فضل ربی ندویؒ کی رہنمائی بھی کی، حوصلہ افزائی بھی کی اور خوشی کا اظہار کرکے خوب خوب دعاؤں سے نوازا، کاروانِ زندگی میں لکھا: ''پاکستان کے اس سفر میں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ عزیزی مولوی فضل

ربی ندوی کی کوشش وتوجہ سے جنہوں نے ہماری تصنیفات کی اشاعت کے لئے پاکستان میں مجلس نشریات اسلام کے نام سے کراچی میں مستقل ادارہ اور مکتبہ قائم کیا تھا، میری تصنیفات پاکستان میں خوب پھیل گئی ہیں اور اہل ذوق نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا ہے، اکثر جلسوں میں حاضرین خاص طور پر نوجوان کوئی نہ کوئی کتاب لئے کھڑے ہوتے تھے اور اس پر دستخط کرنے کی فرمائش کرتے تھے، ایک داعی اور خاص فکر و مقصد رکھنے والے مصنف کے لئے یہ بات باعث مسرت ہے، اور مجھے فطری طور پر یہ دیکھ کر خوشی اور اطمینان ہوا کہ ان کتابوں کی اشاعت اس ملک میں اتنے وسیع پیمانے پر ہوئی جتنی شاید ہندوستان میں بھی نہیں ہوئی۔'' (کاروانِ زندگی، حصہ دوم، ص:۶۶۲)

مولانا فضل ربی ندوی رحمہ اللہ نے اپنی اصلاحِ باطن کی طرف بھی توجہ کی، جس طرح ظاہری علم خصوصاً دین و شریعت کا علم صرف کتابوں سے حاصل نہیں کیا جاسکتا، بلکہ کسی ماہر استاد کی شاگردی اختیار کرنی پڑتی ہے، اسی طرح باطنی اور روحانی علم اور تزکیہ و احسان کی دولت کسی اللہ والے کی جوتیاں سیدھی کرنے، اس کی خدمت میں بیٹھنے اور اس کی رہنمائی سے حاصل ہوسکتی ہے، اپنے دل کی صفائی اور اعمال کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ کسی صاحب دل کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا جائے، بلکہ اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا جائے۔

مولانا فضل ربی ندویؒ کو زمانۂ طالب علمی سے مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے قلبی لگاؤ تھا۔ مولانا علی میاں رحمہ اللہ ایک جید عالم دین، اپنے وقت کے عظیم دانشور اور ممتاز مذہبی اسکالر و مفکر تو تھے ہی لیکن اقلیم علم کے تاجدار ہونے کے ساتھ آپ عظیم روحانی شخصیت بھی تھے، آپ نے امام الاولیاء شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری اور قطب الارشاد مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمہما اللہ کی راہنمائی میں سلوک کی منازل طے کی تھیں اور ہر دو حضرات سے خلافت واجازت سے مشرف ہوئے تھے، حق تعالیٰ شانہ نے مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کو اوصاف حمیدہ، جذبات صالحہ کے ساتھ سوز و گداز سے بھرا ہوا درد مند دل عطا کیا تھا، آپ کو عالم اسلام کی سربلندی اور اصلاح امت کے لئے گھلنے، پگھلنے اور تڑپنے کی دولت ودیعت فرمائی تھی۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ مولانا فضل ربی ندویؒ کے استاذ بھی تھے، ان سے دلی مناسبت بھی تھی، اس لئے اپنی اصلاح کے لئے بھی حضرت کے دامن سے وابستہ ہوگئے، اور مسلسل حضرت سے رابطے میں رہے اور ان کی ہدایت و رہنمائی کے طالب رہے، حضرت نے بھی آپ پر شفقت اور آپ کی سرپرستی کرنے میں بخل سے کام نہیں لیا، چناں چہ وقتاً فوقتاً اپنے خطوط کے ذریعے ان کی رہنمائی کرتے رہے۔ ایک مرتبہ لکھا: ''تم نے جو اپنی ذہنی کیفیت لکھی ہے، اسے پڑھ کر تردد ہوا، تم پر اللہ تعالیٰ کے اتنے انعامات ہیں کہ تمہیں ذہنی طور پر پریشان اور مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ پاکستان میں اللہ تم سے تبلیغ ودعوت کا ایسا بیش قیمت کام لے رہا ہے کہ تمہیں اس کی قدر و منزلت کا اندازہ نہیں۔ چوں کہ اس کام کی نسبت ہماری طرف ہے، اس لئے ہم اسے زیادہ سراہ نہیں سکتے، ورنہ وہ اتنا بڑا کام ہے کہ تم اس کے شکر سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتے۔ ذہنی پریشانی دور کرنے کے لئے تم درود شریف کی کثرت کرو اور ڈاکٹر عبدالحی کے پاس جا کر کچھ دیر بیٹھا کرو۔'' (خطوط، ص:۲۵)

اپنے شیخ کی ہدایت کے مطابق مولانا فضل ربیؒ اکثر و بیشتر ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کی خدمت میں حاضری دیتے اور آپ کی مجالس میں شرکت فرماتے، مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کو مولانا فضل ربیؒ سے جو تعلق تھا، آپ کے خطوط سے ان کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے، ان خطوط میں بارہا تحریر فرمایا کہ ہمارا آپ سے تعلق تجارتی نہیں، بلکہ داعیانہ اور مصلحانہ ہے۔

مولانا علی میاں جب جولائی ۱۹۷۸ء میں رابطۂ عالم اسلامی کی طرف سے منعقد ہونے والی کانفرنس میں پاکستان تشریف لائے اور کراچی میں آپ کا قیام ہوا تو مولانا فضل ربیؒ کے گھر کو بھی رونق بخشی جس کا تذکرہ آپ نے اپنے خط

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

میں کیا ہے۔اسی طرح جب ۱۹۸۴ء میں پاکستان تشریف لائے اور کراچی میں چار روزہ قیام کیا تو اس وقت بھی ایک دن مولانا فضل ربیؒ کے گھر تشریف لائے، مولانا فضل ربیؒ کے توسط سے مفتی جمیل خان شہیدؒ نے حضرت علی میاںؒ سے وقت لیا تھا اور آپ کے گھر پر ہی حضرت سے ملاقات کی تھی ، میں بھی ساتھ تھا، غالباً روزنامہ جنگ کے لئے انٹرویو لیا تھا، انہی دنوں کچھ ماہ قبل اقرأ روضۃ الاطفال کا آغاز ہوا تھا تو اقرأ کے لئے بھی حضرتؒ سے وقت لیا اور حضرت بہت ہی شفقت فرماتے ہوئے چند لمحات کے لئے اقرأ تشریف لائے تھے اور اپنی دعاؤں سے نوازا تھا۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے بعد مولانا فضل ربی ندویؒ نے حضرت سید نفیس شاہ الحسینیؒ سے رجوع کیا جو حضرت رائے پوریؒ کے اجلہ خلفاء میں تھے، حضرت شاہ صاحبؒ کے بعد مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمۃ اللہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے، حالانکہ مولانا سعید احمد جلال پوریؒ آپ سے عمر میں بہت چھوٹے تھے، مگر آپ نے اس میں کوئی عار محسوس نہیں کی اور اپنے سے چھوٹے سے اصلاح کے لئے رشتہ جوڑا۔

ان اکابر کے علاوہ بھی علماء و مشائخ سے آپ کا رابطہ رہا، آپ ان کی خدمت میں حاضری دیتے، ان سے استفادہ کرتے اور ان سے اپنے لئے دعائیں کرواتے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ نے جب فیصل آباد میں پورے ماہ کا اعتکاف کیا تو مولانا فضل ربی ندویؒ نے بھی اس اعتکاف میں شرکت کی اور حضرت شیخ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔

حج و عمرہ کا بھی آپ کو ذوق تھا، متعدد بار حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے حرمین شریفین حاضری دی۔ ایک مرتبہ ان کی رفاقت کا شرف مجھے بھی حاصل ہوا، مفتی محمد جمیل خانؒ سے بہت گہرا تعلق تھا ، یہی وجہ ہے کہ مفتی جمیلؒ کے ساتھ عمرہ بھی ادا کیا اور حج بھی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جب وسطی ریاستوں میں جو نئی نئی روس کے تسلط سے آزاد ہوئی تھیں، وہاں پانچ لاکھ قرآن کریم کی طباعت کا ارادہ کیا تو مفتی جمیلؒ نے اس سلسلے میں ازبکستان کے متعدد سفر کئے۔ ایک مرتبہ مولانا فضل ربی ندویؒ کو اپنے ساتھ اس نیت سے لے گئے کہ آپ کو کتابوں کی طباعت کا اچھا تجربہ ہے اس سلسلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔ مولانا فضل ربی ندویؒ پہلے ازبکستان اور اس کے بعد ماسکو گئے، وہاں ایک پریس میں قرآن کریم کی طباعت کا کام ہورہا تھا۔ ایک مرتبہ مولانا کے صاحب زادے مولانا زبیر نے بھی ان ریاستوں کا مفتی جمیلؒ کی رفاقت میں سفر کیا ہے۔ مولانا فضل ربیؒ خیر کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر مگر خاموشی سے حصہ لیتے تھے۔ بہت سے مدارس اور ضرورت مندوں کی مدد اس طرح کرتے کہ دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے مولانا فضل ربی ندویؒ کو بیوی بھی ایسی عطا کی تھی جو نیک، صالحہ خاتون تھیں اور آپ کے خیر کے کاموں میں آپ کی معاون تھیں، ان کی اہلیہ محترمہ ایک دینی، علمی، تبلیغی خانوادے سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کی اہلیہ کے نانا مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ کے ساتھ کام کرنے والوں میں سے تھے۔ تبلیغی جماعت کراچی کے بزرگ بھائی ابراہیم عبدالجبار ان کے ماموں تھے، ڈاکٹر مفتی عبدالواحد ان کے بھائی تھے اور رائے ونڈ کے بزرگ مولانا احمد بٹلہ ان کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ اس دین داری کا اثر ان کی اولاد میں بھی پایا جاتا ہے۔

ماشاء اللہ! علماء، مشائخ اور بزرگوں کی صحبت اور گھر کے دینی ماحول کا اثر تھا کہ آپ نے اپنی اولاد کی دینی نہج پر تربیت کی۔ آپ کی ایک ہی صاحب زادی ہیں، وہ بھی عالمہ ہیں اور ماشاء اللہ! چاروں بیٹے قرآن کریم کے حافظ ہیں جن میں تین صاحب زادے عالم بھی ہیں اور اس طرح آپ کی اولاد آپ کے لئے صدقہ جاریہ اور ولد صالح یدعو له کا مصداق ہیں۔

اللہ تعالیٰ مولانا فضل ربی کی مساعیؒ جمیلہ کو قبول فرمائے، انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے، ان کے خیر کے کاموں کو جاری وساری رکھے اوران کی اولاد کو ان کا صحیح جانشین بنائے۔ (آمین)

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز

Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers

Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

عزیزی قاری ابوبکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

راقم رحیم یار خان مبلغ تھا کہ ہم نے جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ، ۱۹۷۸ء یوم صدیق اکبرؓ منایا، غالباً خطیب دل پذیر، حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا سیّد منظور احمد شاہ حجازیؒ نے خطاب فرمایا، جبکہ جمعیت علماء اسلام پنجاب کے نائب امیر مجاہد ملت مولانا غلام ربانیؒ نے صدارت کی۔

راقم رخصت پر شجاع آباد آیا تو عزیزی قاری ابوبکر صدیقؒ کی ولادت ہوئی، تو یوم صدیق اکبرؓ کی نسبت سے اس کا نام ابوبکر صدیق رکھا گیا۔ ۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۰ء تک راقم رحیم یار خان رہا۔ ۱۹۸۰ء میں راقم کا تبادلہ بہاولپور کردیا گیا۔ جب عزیزم نے ہوش سنبھالا تو اسے قرآن پاک حفظ کرنے کی طرف لگادیا۔ عزیزم نے بہاول پور کے معروف اساتذہ کرام قاری مشتاق احمد، قاری اللہ یار، قاری محمد امین سے دارالعلوم مدنیہ میں حفظ کیا۔ ابتدائی کتابیں دارالعلوم مدنیہ بہاولپور میں پڑھیں، کچھ عرصہ شجاع آباد کے معروف دینی ادارہ جامعہ فاروقیہ میں بھی تعلیم حاصل کی۔ آخری چند سال جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، حضرت مولانا منیر احمد منور، حضرت مولانا شیخ حبیب احمد، حضرت مولانا قاری محمد احمد بہاولپوری سمیت کئی ایک اساتذہ کرام سے درس حدیث لیا۔

راقم کا ۱۹۹۰ء میں تبادلہ لاہور کردیا گیا تو عزیزم نے علوم دینیہ سے فراغت کے بعد اقرأ روضۃ الاطفال لاہور میں ملازمت اختیار کرلی، چند سال اقرأ میں تدریس قرآن کے فرائض سرانجام دیئے۔ قطب الارشاد حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ سے اصلاحی تعلق قائم کیا اور حضرت والا کی سرپرستی میں لاہور میں مکتبۂ ختم نبوت قائم کیا اور مولانا قاری عمر حیات کے ساتھ شراکت کی، مکتبہ نہ چل سکا۔ اتنے میں راقم کا تبادلہ لاہور سے ملتان مرکز میں کردیا گیا، تو عزیزم قاری ابوبکر صدیق نے ملتان کے اردو بازار میں بیرون بوہر گیٹ میں مکتبہ ختم نبوت شروع کیا۔ مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ ہمارے آبائی علاقہ میں ۱۹۸۴ء سے کام کررہا تھا۔ مدرسہ ہمہ وقتی نگران مانگتا ہے تو عزیزم کے سپرد مدرسہ کردیا گیا اور وہ مدرسہ کے ناظم اعلیٰ بنادیئے گئے اور تقریباً دس سال مدرسہ کے ناظم رہے۔

ان کا نکاح ان کے چچا ڈاکٹر محمد اسحاق کی لخت جگر سے کردیا گیا۔ ان کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں، بڑا بیٹا جامعہ خیرالمدارس میں گردان کررہا ہے، باقی بچے بھی دینی و دنیوی تعلیم میں مصروف ہیں۔ کچھ عرصہ سے کھانسی کے مریض چلے آرہے تھے اور علاج معالجہ کی طرف کوئی خاص توجہ نہ کی اور مرض بڑھتا ہی چلا گیا۔

عقیدۂ ختم نبوت سے محبت اور اس کی حفاظت ورثہ میں ملی۔ چناب نگر، لاہور، ملتان اور قرب وجوار کی کانفرنسوں میں باقاعدگی سے شرکت کرتے۔ تعلیم کے زمانہ میں آل پاکستان ختم نبوت کورس میں شمولیت اختیار کی۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کی جمعیت علماء اسلام تحصیل شجاع آباد کے عہدیداروں میں سے تھے۔

کچھ عرصہ سے بلڈ پریشر ہائی رہنے لگا، کھانے کی پابندی نہیں کرتے تھے۔ ہمارے جنوبی پنجاب کے معروف خطیب مولانا محمد لقمان علی پوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی مرے کھاپی کر تو مرے، بھوکا مرنا کوئی مرنا ہے۔ اس جملہ پر مکمل عمل درآمد ہوتا تھا۔ احتیاط نام کا لفظ تو ہماری لغت کی کتاب میں لکھا ہوا نہیں ہے۔

دسمبر میں پی ڈی ایم کے دو پروگرام تھے۔ ایک ملتان اور دوسرا لاہور، دونوں میں شرکت کی، پھر مدرسہ کے لئے شیخوپورہ گئے۔ اس دوران راقم کے فرزند ارجمند قاری علی حیدر کے بیٹے حسین ابن علی حیدر کا آنتوں کا آپریشن ہوا۔ قاری علی حیدر اکیلا تھا تو راقم نے اسے دو

دن میوہسپتال لاہور میں بھتیجے کی دیکھ بھال کے لئے بھیج دیا۔

دو دن کے بعد گوجرانوالہ چلا گیا، وہاں طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو فون پر صورت احوال سے آگاہ کیا۔ راقم نے اسے سفر کرنے کا کہا۔ ۱۳ردسمبر ۲۰۲۰ء کو شجاع آباد گیا۔ راقم کے برادر صغیر ڈاکٹر محمد اسحاق اور ان کے فرزند اکبر ڈاکٹر محمد کاشف نے انجکشن وغیرہ لگائے، طبیعت تھوڑی سی سنبھلی۔ اگلے دن پھر خراب ہوگئی۔ برادرم محمد اسحاق نے راقم کو واپسی سفر کا کہا۔ راقم نے ۱۵ردسمبر کو شہداد پور سے سفر شروع کیا۔ ۱۰ بجے رات ٹھڑی پہنچے، دھند کی وجہ سے سفر اگلے دن پر ملتوی کردیا۔

۱۵ردسمبر کو عزیزی احسان احمد ایمبولینس کے ذریعہ انہیں نشتر لے گئے۔ عزیزی حافظ ڈاکٹر محمد کاشف جو چلڈرن ہسپتال ملتان میں متعین ہیں، ان کی کوشش سے انہیں جلدی ایڈمٹ کرلیا گیا۔ اگلے دن راقم بھی مولوی ابوبکر صدیق کی والدہ محترمہ اور اہلیہ کے ساتھ نشتر پہنچ گیا، معلوم ہوا کہ پھیپھڑے ۵۰ فیصد متاثر ہیں۔ پہلے روز انہیں ۵، ۵ ہزار کے دو انجکشن اور دوسرے اور تیسرے روز ایک ایک انجکشن لگایا گیا، جس سے تنفس کا نظام تو کچھ بحال ہوا، لیکن گردوں کا نظام گڑ بڑ ہوگیا تو ڈاکٹروں نے گردے واش کرنے کا کہا، گردے واش کئے گئے، تھوڑا سا افاقہ ہوا، تیسرے رات گردے واش کرنے کے لئے ڈاکٹر زکورگ ہی نہ ملی۔

۱۸ردسمبر کو ان کی سینئر ڈاکٹر آئی اور اس نے ران کے ذریعہ گردوں کے لئے نالی گزاری اور بے چینی دور کرنے کے لئے گزشتہ رات جو انجکشن لگایا گیا، اس سے فرزندی بے ہوش ہوگئے۔ گردے واش کرنے سے پہلے کوئی ٹیسٹ لکھ کردیا، اس کی رپورٹ آنے سے پہلے عزیزی واصل بحق ہوگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

راقم نے اپنی گاڑی پر بچوں کو شجاع آباد بھیج دیا۔ ڈیتھ سرٹیفکیٹ بنایا گیا اور ایدھی کی ایمبولینس کے ذریعہ انہیں شجاع آباد کے لئے روانہ کیا گیا، جبکہ مولانا محمد انس مجھے اور مولانا محمد بلال کو لے کر شجاع آباد پہنچے۔

جاتے ہی انہیں غسل دینے کے لئے لٹادیا گیا۔ غسل میں ڈاکٹر محمد اسحاق، حاجی محمد یعقوب، حاجی عبدالعزیز، قاری محمد بلال، عثمان غنی، سلمان فارسی، احسان احمد نے حصہ لیا۔

برادر کبیر مولانا خادم اللہ غسل کے لئے ہدایات دیتے رہے۔ غسل کے بعد میت کو زنان خانہ میں منتقل کردیا گیا۔ میت کو جب گھر لے جایا گیا تو کہرام بپا ہوگیا۔

مغرب کی نماز کے بعد نماز جنازہ کا اعلان کیا گیا تھا۔ جس میں علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ، قرأ اور ہزاروں کی تعداد میں عوام نے شرکت دی۔ امامت کے فرائض کے لئے استاذی جو میرے بیٹے قاری ابوبکر صدیقؒ کے بھی استاذ ہیں، ان سے درخواست کی گئی۔ ان کا حکم تھا کہ جنازہ راقم پڑھائے لیکن راقم کے اصرار پر نماز جنازہ کے فرائض شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم نے سرانجام دیئے۔ جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا، مبلغین مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، حافظ محمد انس، مولانا محمد بلال، جناب عزیز الرحمٰن رحمانی، مولانا محمد وسیم ملتان، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان، مولانا محمد ساجد بھکر، مجلس احرار اسلام کے مولانا سیّد کفیل بخاری، جمعیت علماء اسلام ملتان کے زعماء عزیزی کے استاذ محترم شیخ الحدیث مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا مفتی عطاء الرحمٰن بہاولپور، مولانا حبیب الرحمٰن کہروڑپکا سمیت بے شمار علماء کرام نے شرکت کی اور عشاء کے بعد دوسری نماز جنازہ آبائی قبرستان حبیب شہید میں مولانا ثناء اللہ سعد کی امامت میں ادا کی گئی، جس میں مرحوم کے ایک بھائی قاری علی حیدر جو لاہور سے جنازہ میں شرکت کے لئے آئے، سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔

چار روز تعزیت کے لئے کوئٹہ سے مولانا محمد اویس، مولانا مفتی محمد احمد، حاجی گل محمد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا خالد عابد، مولانا محمد قاسم سیوطی، مولانا محمد نعیم کے علاوہ اہلسنت والجماعت کے سرپرست اعلیٰ مولانا محمد احمد لدھیانوی، جمعیت علماء اسلام اور مجلس کے راہنماؤں کا تانتا بندھا رہا۔ راقم ان تمام حضرات کا شکرگزار ہے جن کی شرکت اور دعاؤں سے اللہ پاک نے راقم کو صبر وشکر کی توفیق نصیب فرمائی۔

تعزیت کرنے والوں کا شکریہ:

ٹیلی فون کے ذریعہ اور تشریف لاکر راقم کی ڈھارس بندھوائی۔ اللہ تعالیٰ راقم اور راقم کے خاندان، مرحوم کے پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائیں۔ ☆☆

REGD. SS. 160

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وعقیدت جو ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے، اس کے تقاضوں سے اہلِ ایمان کو روشناس کرانے والی اور ایمان افروز واقعات پر مشتمل ایک دل آویز کتاب۔

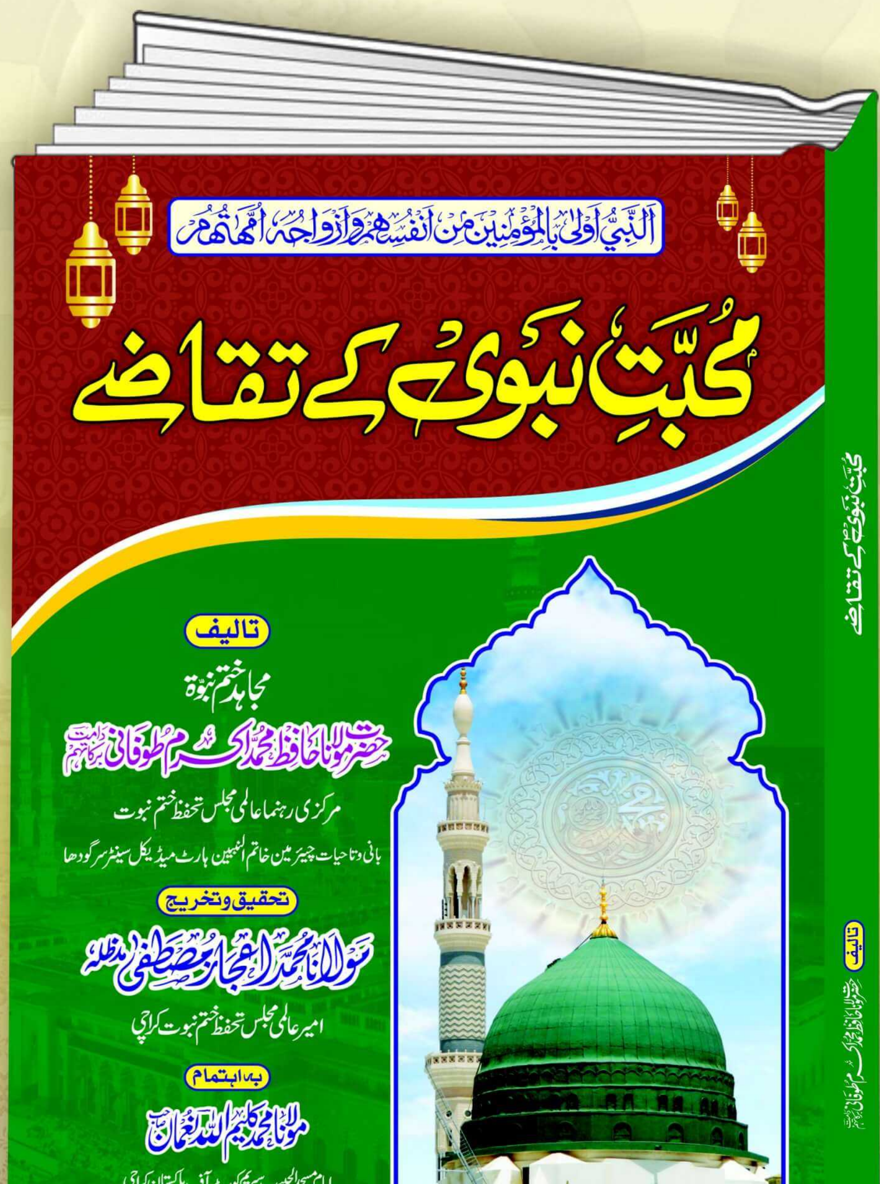

ہر مسلمان گھرانے کی ضرورت!

پہلی بار مکمل تحقیق وتخریج کے ساتھ

رنگین اشاعت

عمدہ طباعت

ملنے کا پتہ

دفتر ختم نبوت، ایم اے جناح روڈ، کراچی ، اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

دفتر ختم نبوت، لکڑ منڈی، سرگودھا 0324-2002013 - 0335-3224030